نمبر ۸۱ | مورخہ ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء | یوم شنبہ | مطابق ۴ رمضان سنہ ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

اگرچہ ۲۰ جنوری کو مطلع ابر آلود تھا۔ لیکن چونکہ شعبان کی ۳۰ تاریخ ہو چکی تھی۔ اس لیے پہلا روزہ ۲۱ جنوری کو رکھا گیا ؞

قادیان کی چھ مساجد میں تراویح پڑھانے کے لیے چھ حافظ صاحبان مقرر ہوئے۔ مسجد مبارک میں حافظ کرم الٰہی صاحب۔ مسجد اقصیٰ میں حافظ سلطان حامد صاحب۔ مسجد نور میں حافظ عبدالمالک صاحب۔ مسجد فضل میں حافظ فیض احمد صاحب۔ مسجد محلہ دار الرحمت میں حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے۔ مسجد محلہ دار الفضل میں حافظ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل۔ مسجد مبارک میں پچھلے وقت تراویح پڑھائی جاتی ہیں۔ باقی مساجد میں پہلے وقت۔

چونکہ روزہ رکھکر روزانہ ایک پارہ کا درس دینا بہت مشقت کا کام ہے اس لیے اب کے یہ انتظام کیا گیا ہے۔ کہ حسب ذیل پانچ اصحاب چھ چھ پارہ کا درس دیا

وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں کیا کہا

لنڈن ۲۰ جنوری۔ جناب خانصاحب منشی فرزند علی صاحب امام مسجد احمدیہ لنڈن بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں:۔

کانفرنس کے اختتام پر کسی فیصلہ کا اعلان نہیں کیا گیا۔ جو ریزولیوشنز پاس کئے گئے تھے۔ وہ مزید غور کے لئے نوٹ کر لئے گئے ہیں۔ فرقہ وارانہ مسئلہ کو باہمی طور پر ہندوستان یا انگلستان میں تصفیہ کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے۔ وزیر اعظم نے کہا ہے۔ کہ اگر باہمی کوئی سمجھوتہ نہ ہو سکا۔ تو گورنمنٹ کو مناسب تحفظات دستور اساسی میں داخل کرنے پڑیں گے۔ جداگانہ نیابت عملاً قائم کر دی گئی ہے ؞

(۱) مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب (۲) شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری (۳) مولوی اللہ دتا صاحب (۴) مولوی غلام احمد صاحب (۵) مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ؞

اسلامی ممالک کی خبریں اور اہم کوائف

مصطفٰے کمال پاشا یونان میں

اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ عنقریب مصطفٰے کمال پاشا یونان کی سیاحت پر جائیں گے۔ اس سفر کا مقصد ترکی اور یونان کے تعلقات کا استحکام ہے۔ ان دونوں ممالک میں ایک سیاسی معاہدہ بھی ہو چکا ہے۔ جس کے رُو سے یہ دونوں اقوام ایک صف میں کھڑے ہو کر اپنے مخالفین کا مقابلہ کریں گی :۔

ترکی کی فضائی طاقت

جمہوریہ ترکیہ کے پاس اس وقت ۱۵۰ ہوائی جہاز ہیں۔ جن میں سے ایک بھی حکومت نے نہیں خریدا۔ بلکہ تمام کے تمام پبلک نے خرید کر حکومت کو دئے ہیں :۔

فلسطین میں یہودیوں کی فساد انگیزی

حیفہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ زارونیہ کے یہودی بیکاری سے تنگ آ گئے ہیں۔ انہوں نے سرمایہ داروں کی کوٹھیوں پر حملے کئے ان کے دروازوں کے شیشے توڑ ڈالے۔ حتے کہ پولیس کو فائر کرنے پڑے۔ فوجی دستے یہودی نوآبادیوں میں امن قائم کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں :۔

شاہ حسین کی شفایابی اور سلطان ابن سعود

شاہ حسین سابق والئے حجاز کی صحت یابی پر سلطان ابن سعود نے۔ ان کے بیٹے امیر فیصل والئے عراق کو مبارکباد کا پیغام ارسال کیا ہے۔ جس کا شاہ عراق نے شکریہ ادا کیا :۔

دروزیوں کی درخواست

مصری اخبارات نے اس خبر کی تصدیق کی ہے۔ کہ بعض دروزی زعماء نے حاکم یافہ کو ایک یادداشت ہائی کمشنر تک پہنچانے کے لئے دی ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ ہم لوگ اپنے کو مسلمانوں میں شامل کرنا نہیں چاہتے اس لئے ملک میں جو تشریعی مجلس قائم ہونے والی ہے۔ اس میں ہماری نمائندگی کا علیحدہ انتظام کیا جائے :۔

فلسطین کا جدید ضابطۂ فوجداری

فلسطین کا جدید فوجداری قانون تیار ہو گیا ہے۔ عربی و عبرانی میں اس کے تراجم شائع ہو گئے ہیں۔ اغلباً سال نو میں اس کا نفاذ بھی کر دیا جائے گا :۔

ایران میں ترقی تعلیم

ایرانی جرائد سے معلوم ہوا ہے۔ جدید تعلیمی سکیم کے ماتحت مختلف علاقوں میں جدید سکول قائم کئے گئے ہیں۔ اور حکومت نے ان کی امداد کے لئے ایک کثیر رقم بجٹ میں رکھی ہے :۔

سوڈان میں بغاوت کے آثار

طہران کا ایک اخبار گلشن لکھتا ہے۔ کہ سوڈان کے بعض حصص میں انگریزوں کے خلاف بغاوت شروع ہو گئی ہے۔ جس کا آغاز عدم ادائیگی محاصل کی تحریک سے ہوا ہے۔ انگریزی فوجیں کافی تعداد میں روانہ کی گئی ہیں :۔

حکومت حجاز کی اقتصادیات سے دلچسپی

سلطان ابن سعود نے مصری بنک کے ڈائرکٹر طلعت حرب بے سے مصری کونسل متعینہ جدہ کی وساطت سے خواہش کی ہے۔ کہ وہ حجاز میں آکر وہاں کی اقتصادی نشوو ارتقار کے مسئلہ کا مطالعہ کریں اور حکومت حجاز کو اس ضمن میں مفید مشورے دیں :۔

ترکی اور امریکہ کے تعلقات

امریکن اخبارات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ترکی ان دنوں امریکہ کے ساتھ گہرے روابط قائم کرنے کی کوشش میں ہے۔ اس سلسلہ میں گذشتہ نومبر میں امریکہ کے نائب وزیر تجارت انگورہ گئے تھے۔ اور ترکوں نے اُن کا پُرتپاک خیر مقدم کیا تھا۔ امریکہ کے سرمایہ دار ان دنوں ترکی کے متعلق بہت دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں۔ اکثر لوگوں کا خیال ہے۔ کہ نیویارک کی مالی مارکیٹ میں جلد ہی ترکی قرضہ کے بانڈ فروخت ہونے شروع ہو جائیں گے۔ کیونکہ ترکی حکومت جلد از جلد عثمانی قرضہ کا جھگڑا ختم کرنے کی خواہاں ہے :۔

ایران میں دیاسلائی کا کارخانہ

تبریز میں دیاسلائی کا ایک کارخانہ جاری کیا گیا ہے جسے حکومت نے مالی امداد دی ہے۔ اور ساتھ ہی اس کی ترقی کے لئے غیر ملکی دیاسلائیوں پر ٹیکس زیادہ کر دیا ہے :۔

قاہرہ میں فلسطینیوں کی گرفتاری

حکومت فلسطین کے ایماء پر حکومت مصر نے نوے افراد کو گرفتار کیا ہے۔ جو بغیر پروانہ راہداری حدود مصر میں گھس آئے تھے۔ ان میں سے بعض سرکاری ملازم اور بعض سوداگر ہیں۔ گذشتہ یہودی فساد کے سلسلہ میں حکومت فلسطین ان پر مقدمہ چلانا چاہتی ہے

طرابلس اور مصر کی حدبندی

اٹلی کے سفیر متعینہ مصر نے وزیر اعظم مصر سے ملاقات کی۔ اور مصر اور اطالوی طرابلس کی حدبندی کے مسئلہ پر بحث و تمحیص کی۔ دونوں ممالک اس قضیہ کو دوستانہ پیرایہ میں طے کرنے کی کوشش میں ہیں :۔

شریف حسین کا نیا محل

بغداد کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ شریف حسین سابق شاہ حجاز کے لئے وہاں ایک خاص محل تعمیر ہو رہا ہے۔ آپ بہت جلد اس میں آ جائیں گے۔

ایران میں مجلس آئین کا قیام

معلوم ہوا ہے۔ کہ چالیس وکلاء پر مشتمل ایک مجلس آئین قائم کی گئی ہے۔ تمام بل اور قوانین کے مسودات پارلیمنٹ میں پیش ہونے سے قبل اس مجلس کے پیش ہوا کریں گے۔ جو ان میں ترمیم و تنسیخ یا ملاحظہ و اضافہ کرنے کی مجاز ہو گی :۔

حجاز میں جمعیۃ طیران

مکہ مکرمہ کا اخبار ام القریٰ راوی ہے۔ کہ ۱۲۔ شعبان کو جمعیۃ طیران کا افتتاح ہوا۔ جس میں جمہور اور اعیان دولت نے غیر معمولی دلچسپی کا اظہار کیا۔ سلطان ابن سعود نے خطبہ افتتاحیہ ارشاد فرمایا۔ اور ایک ہزار پونڈ جمعیۃ کو دینے کا اعلان کیا۔ ولی عہد نے پانچسو پونڈ اپنی طرف سے دیئے :۔

شاہ کابل کی رواداری

معلوم ہوا ہے۔ کہ شاہ نادر خاں والئے کابل کی حکومت سابق شاہ امان اللہ خاں۔ امیر حبیب اللہ خاں اور امیر عبدالرحمٰن کے متعلقین اور پسماندگان کو تین لاکھ روپیہ سالانہ کے وظائف دیتی ہے :۔

حکومت عراق کی ناانصافی

بغداد کا رسالہ "الہدایۃ" لکھتا ہے۔ کہ بلدیہ بصرہ وہاں کی مساجد کو جو پانی مہیا کرتی ہے۔ اس کا ٹیکس میٹر کے ذریعہ پورا پورا وصول کرتی ہے۔ لیکن عیسائی کلیسا اور یہودی معبدوں پر کوئی میٹر نہیں لگائے جاتے۔ اور انہیں مفت پانی مہیا کیا جاتا ہے :۔

غیر مبایعین کے ڈھول کا پول

اس عنوان سے جو تحریک ایک احمدی بھائی کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ میرے نزدیک وہ نہایت ضروری ہے۔ الفضل کا مضمون "غیر مبایعین کو کارِ خاص کے صلہ میں مرتبے اور خطابات" بہت جلد ٹریکٹ کی صورت میں شائع ہونا چاہیئے۔ تا یہ راز سربستہ غیر احمدیوں اور خاصکر اُن کانگریسی لوگوں تک جلد سے جلد پہونچ سکے۔ جو ان کی پوشیدہ سرگرمیوں سے ناواقف رہکر ان کے بڑے مداح تھے۔ میں اس ٹریکٹ کی ایک سو کاپی خریدونگا۔
خاکسار مرزا مبارک بیگ عفا اللہ عنہ۔ سکرٹری انجمن احمدیہ کلانور ضلع گورداسپور :۔

دوسرے اصحاب بھی جو اس ٹریکٹ کی اشاعت میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ جلد مطلع فرمائیں۔ کہ کس قدر کاپیاں وہ لیں گے۔ تا اشاعت کا جلدی انتظام کیا جائے۔ ٹریکٹ اصل لاگت پر ہی ارسال کیا جائے گا۔ جو بہت تھوڑی ہوگی :۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۸۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

عورتوں کو اسلام کے مقرّر کردہ حقوق دیدو

اسلام نے عورتوں کے دینی اور دنیوی حقوق کی جو تعیین کی ہے۔ اور ان کے جذبات اور احساسات کا جس قدر احترام روا رکھا ہے۔ اس کی مثال کسی اور مذہب میں نہیں مل سکتی۔ حتیٰ کہ موجودہ زمانہ میں وُہ اقوام جو عورتوں کی آزادی اور ان کے حقوق کی نگہداشت کے بڑے بڑے دعوے کرتی ہیں۔ وُہ بھی اُنہیں ابھی تک اس درجہ اور اس مرتبہ تک نہیں پہونچا سکیں جو آج سے تیرہ سو سال قبل اسلام انہیں عطا کر چکا ہے لیکن مسلمانوں نے بیچ اعوج کے زمانہ میں جہاں اسلام کے دوسرے احکام کو پس پشت ڈال دیا۔ وہاں انہوں نے اسلام کے مقرر کردہ عورتوں کے حقوق کو بھی غصب کر لیا۔ اور اپنی جہالت اور نادانی سے عورتوں پر کئی قسم ناجائز پابندیاں عائد کر دیں۔ جس کا نتیجہ یہ رونما ہو رہا ہے۔ کہ مسلمان عورتیں دوسری اقوام کی عورتوں کے طور و طریق کو دیکھ کر ان کی تقلید میں ایسی روش اختیار کر رہی ہیں۔ جو انہیں اسلام کی اصل تعلیم سے بہت دُور لے جا رہی ہے۔ اگر مسلمان اپنی عورتوں کے وُہ حقوق غصب نہ کرتے۔ جو اسلام نے اُن کے لئے مقرر کئے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی اسلامی احکام کی حکمت اور برتری اپنے اعمال اور اپنے سلوک سے ان کے ذہن نشین کرتے۔ تو اس وقت حالت بالکل مختلف ہوتی۔ یعنی نہ صرف مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہونے والی اور اسلام کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے والی خواتین دیگر اقوام کی عورتوں کی بے راہ روی میں شریک نہ ہوتیں۔ بلکہ دیگر اقوام کی عورتیں ان کی حالت پر رشک کرتی ہُوئی اُنہی کے سے حقوق حاصل کرنے کی کوشش کرتیں۔ لیکن مسلمانوں کی جہالت اور نادانی نے نہ صرف مسلمان عورتوں کو اپنی حالت میں غیر مطمئن بنا دیا۔ بلکہ اسلام کو بھی اُن کی نگاہ میں نہایت بھیانک شکل میں پیش کیا۔ اور انہیں مجبور کیا۔ کہ وُہ اسلام کی بجائے دیگر اقوام کی عورتوں کی نقل کرنے اور ان کی ہاں میں ہاں ملانے میں اپنی بہتری اور بھلائی تصوّر کریں ۔

یہ خطرناک رَو روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اور جو لوگ ابھی تک اس سے ناواقف ہیں۔ یا اسے کوئی اہمیت نہیں دے رہے۔ انہیں انجمن خواتین ہند کے اس اجلاس کی روئداد ملاحظہ کر لینی چاہیئے۔ جس کا سالانہ اجلاس ۱۲ - جنوری ۱۹۳۱ء کو یونی ورسٹی ہال لاہور میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں غیر مسلم عورتوں کے ساتھ شریک ہو کر کئی اعلےٰ گھرانوں کی مسلمان عورتوں نے ایک طرف تو پردہ کے خلاف آواز بلند کی۔ اور دوسری طرف تعدد ازواج کو قطعاً روکنے کے متعلق قرارداد پاس کی۔ اگر مسلمان خواتین پردہ اور تعدد ازواج کے متعلق ان امور کے خلاف آواز اٹھاتیں۔ جنہیں اسلام روا نہیں رکھتا۔ تو یہ نہایت خوشی کی بات ہوتی۔ اور اسلام کا ہر ایک نام لیوا ان کی تائید اور حمایت کرنا اپنا فرض سمجھتا۔ لیکن یہ تو وہ اُس وقت کرتیں۔ جبکہ اسلام کی تعلیم سے واقف ہوتیں۔ انہوں نے تو غیر مسلم عورتوں کی تائید کرنا اپنا فرض سمجھا۔ اور وہی کچھ کہا۔ جو اُن سے کہلوایا گیا ۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمان عورتیں غیر مسلم عورتوں کے خیالات اور ان کے طریق عمل سے کس طرح متاثر ہو رہی ہیں اور اسلامی تعلیم سے کس قدر دور جا رہی ہیں۔ اگر اس کی روک تھام کے لئے ابھی سے انتظام نہ کیا گیا۔ تو نہایت خطرناک نتائج رونما ہونگے ۔

اگرچہ مُسلمان عورتوں کے اس طریقِ عمل کی ذمہ داری ان مسلمان مردوں پر عائد ہوتی ہے۔ جنہوں نے عورتوں کو ایک طرف تو تعلیم اسلام سے قطعاً ناواقف رکھا۔ اور دوسری طرف اپنے غیر اسلامی عمل اور سلوک کی وجہ سے ان کے دل میں یہ غلط خیال پیدا کیا۔ کہ اسلامی احکام ان کی صحت۔ اُن کی تعلیم اور ان کی دماغی ترقی میں حائل ہیں۔ لیکن یہ خیالات اب اس حد تک ترقی کر چکے ہیں کہ اگر تمام مسلمانوں نے مل کر ان کے انسداد کی کوشش نہ کی۔ اور مسلمان خواتین کو اُن کے جائز حقوق سے جو اسلام نے مقرر کئے ہیں متمتع ہونے کا موقعہ نہ دیا۔ تو اُن کے گھروں کا چین۔ اور ان کی متاہلانہ زندگی کا آرام کافور ہو جائے گا۔ اور انہیں ایسے حالات میں سے گذرنا پڑے گا۔ جو نہایت ہی بھیانک ہونگے ۔

پس مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ عورتوں کے وُہ حقوق انہیں جلد سے جلد دے دیں۔ جو اسلام نے ان کے لئے مقرر کئے ہیں بےشک اسلام نے پردہ کا حکم دیا ہے۔ لیکن قطعاً ایسے پردہ کا حکم نہیں دیا جو عورتوں کی صحت پر بُرا اثر ڈالے۔ یا انہیں تعلیم و تربیت حاصل کرنے سے روک دے۔ یا اُنہیں ترقی کے میدان میں قدم بڑھانے سے محرُوم رکھے۔ اسی طرح اسلام نے تعدد ازواج کو جائز قرار دیا ہے مگر اس کے ساتھ جو شرائط لگائے ہیں۔ ان کی پابندی ضروری ہے۔ اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر ان کی پابندی کی جائے تو تعدد ازواج کے متعلق کوئی شکایت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح عورتوں کو ورثہ میں سے مقررہ حق دینا چاہیئے۔ اور انہیں بتا دینا چاہیئے۔ کہ یہ اسلام نے ان کا ایسا حق قائم کیا ہے۔ جس سے تمام دیگر مذاہب کی عورتیں محروم ہیں۔ اور اب وہ ملکی قانون کے ذریعہ اسے حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہیں ۔

غرض ہر ایک حق جو اسلام نے عورتوں کو دیا ہے۔ وُہ انہیں دے دینا چاہیئے۔ یہی وُہ طریق ہے۔ جس سے مُسلمان عورتیں ان تباہ کن تحریکوں سے بچ سکتی ہیں۔ جو غیر مسلم عورتوں میں پیدا ہو رہی۔ اور جن میں مسلمان عورتیں بھی شریک ہو رہی ہیں۔ اس طرح مسلمان نہ صرف اپنی عورتوں کو تباہ کُن حالات میں پڑنے سے بچا سکیں گے بلکہ وُہ دنیا میں اسلام کی ایسی فضیلت اور برتری ثابت کر سکیں گے جس کا اعتراف کرنے کے لئے دوسری اقوام بھی مجبور ہونگی۔ اور جہاں اب مسلمان عورتیں غیر مسلم عورتوں کی تقلید کر رہی ہیں۔ وہاں غیر مسلم عورتیں ان کی تقلید باعث تسلی و اطمینان سمجھیں گی ۔

اسمبلی کا نیا صدر

اگرچہ بالکل آخری وقت میں لیکن موقعہ کے ہاتھ سے نکل جانے سے قبل اسمبلی کی صدارت کے مسلمان امیدواروں نے نہایت دُور اندیشی اور معاملہ فہمی کا ثبوت دیتے ہُوئے سوائے سر ابراہیم رحمت اللہ کے اپنے نام واپس لے لئے۔ اور اس خطرہ کو دُور کر دیا۔ جو متعدد امیدواروں کے کھڑے رہنے کی صورت میں ووٹوں کے تقسیم ہو جانے کے متعلق تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ سر ابراہیم رحمت اللہ کو اپنے مدمقابل سر ہری سنگھ گوڑ پر شاندار کامیابی حاصل ہُوئی۔ یعنی ۳۶ - آراء کے مقابلہ میں ۷۶ - آراء سے صدر اسمبلی منتخب ہو گئے ۔

ہم اس منصبِ جلیلہ کے حاصل ہونے پر سر موصوف کو مبارکباد کہتے۔ اور امید رکھتے ہیں۔ کہ ان کا عہد صدارت ایک کامیاب عہد ہوگا۔ کیونکہ آپ اسمبلی کے طریق کار سے پورے واقف اور پبلک معاملات کا کافی تجربہ رکھتے ہیں ۔

محکمہ مردم شماری کی ہندو نوازی

ہندو پہلے ہی مردم شماری کے متعلق حد سے زیادہ سرگرمی اور ہر رنگ میں کوشش کر رہے تھے۔ لیکن محکمہ مردم شماری نے ان کے چند مطالبات کے آگے سر تسلیم خم کر کے انہیں بہت جرأت دلا دی ہے۔ اور خاص کر اچھوت اقوام کے متعلق انہیں اس قدر آزادی دے دی ہے۔ کہ وُہ جو چاہیں۔ کریں۔ چنانچہ معلوم ہُوا ہے محکمہ مردم شماری نے جو ضروری ہدایات بصورت رسالہ شائع کی ہیں۔ ان میں یہاں تک لکھا ہے۔ کہ:۔

"تمام چوہڑوں کو جو نہ عیسائی ہوں۔ اور جو اپنے آپ کو کسی اور خاص مذہب میں شمار نہ کرانا چاہیں۔ ہندو درج کیا جائے۔ دیگر نیچ اقوام کے متعلق بھی جن کی قوم کا مذہب نہ ہو۔ اس قاعدہ پر عمل ہونا چاہیئے۔ جو اشخاص اپنے آپ کو آدھرمی درج کرانا چاہتے ہیں۔ ان کو آدھرمی درج کرنا چاہیئے"

تعجب ہے۔ کہ وُہ ہندو جو چوہڑے کا سایہ پڑ جانے پر گنگا میں غسل کئے بغیر پوتر نہیں ہو سکتا۔ اسے یہ حق دیا جا رہا ہے کہ تمام چوہڑوں کو ہندو شمار کرائے۔ آخر کوئی وجہ ہونی چاہیئے۔ کہ کیوں چوہڑوں کو ہندو درج کیا جائے ؛

اس ہدایت میں اگرچہ یہ گنجائش رکھی گئی ہے۔ کہ جو اشخاص اپنے آپ کو آدھرمی لکھانا چاہیں۔ ان کو یہی لکھا جائے لیکن ان لوگوں کی سُنیگا کون۔ اور ہمیں اس قسم کی اطلاعیں مسلسل پہونچ رہی ہیں۔ کہ ہندو شمار کنندگان ادنےٰ اقوام کے کہنے کے باوجود انہیں آدھرمی نہیں لکھتے۔ بلکہ ہندو ہی لکھ رہے ہیں۔ اور خود محکمہ نے انہیں ایسا کرنے کا موقعہ بہم پہونچا دیا ہے۔ کیونکہ وُہ حکام کے سامنے کہہ سکتے ہیں۔ کہ انہوں نے چونکہ اپنے آپ کو کسی اور مذہب میں شمار نہ کرایا۔ اس لئے ہم نے حسب ہدایت ہندو لکھ دیا ؛

محکمہ مردم شماری کو اس قسم کے نقائص کی طرف فوراً متوجہ ہونا چاہیئے۔ اور خاص کر ادنےٰ اقوام کو ہندوؤں کی کارستانیوں سے بچانا چاہیئے۔ کیونکہ یہ لوگ ابھی بہت کمزوری کی حالت میں ہیں اور دوسروں کی نسبت گورنمنٹ کی امداد کے بہت زیادہ محتاج ہیں ؛

جناب قاضی محمد علی صاحب اور "اہلحدیث"

برادر محترم قاضی محمد علی صاحب کے متعلق دوران مقدمہ میں اخبار "اہلحدیث" پہلے بھی اپنے بغض اور کینہ کا اظہار اس حد تک کر چکا ہے۔ جو اسے قانونی مواخذہ کے نیچے لا سکتا ہے۔ لیکن اب پھر ۱۶ جنوری کے پرچہ میں اسی فعل کا مرتکب ہُوا ہے۔ حالانکہ قاضی صاحب موصوف کے متعلق ابھی آخری فیصلہ نہیں ہُوا۔ اور عین ممکن ہے۔ کہ وُہ پریوی کونسل میں اپیل دائر کریں ؛

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے گورنر پنجاب پر حملہ کرنے والے کی مذمت کے متعلق جو الفاظ فرمائے تھے۔ انہیں "اہلحدیث" نے قاضی محمد علی صاحب کا نام لے کر ان پر عائد کیا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ اعتراض کیا ہے۔ کہ قاضی محمد علی صاحب کے متعلق کیوں یہی نہ کہا گیا۔ اس کا نہایت مسکت جواب دیا جا سکتا ہے۔ لیکن ابھی چونکہ قاضی صاحب کے مقدمہ کا آخری فیصلہ نہیں ہُوا۔ اس لئے ہم فی الحال اس بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہتے ؛

تشدد کے خلاف حکومت کی آواز

مُلک میں تشدد اور خونریزی کے جو حادثات بڑھ رہے ہیں۔ ان کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ حکومت پوری طاقت اور قوت سے ان کا انسداد کرنے کی کوشش کرے گی۔ چنانچہ وائسرائے ہند نے اپنی تازہ تقریر میں اس طرف اشارہ کرتے ہُوئے کہا:۔

"جہاں تک تشدد اور دہشت انگیزی کی تحریک کا تعلق ہے تشدد پسند کسی آئینی مفاہمت کے ذریعہ سے اپنے افعال اور متشددانہ حرکات سے باز رہتے نظر نہیں آتے۔ حکومت اب چُپ نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ اس کے مخالف شرارت پر تلے ہُوئے ہیں"

اس کے ساتھ ہی وائسرائے نے یقین دلایا۔ کہ:۔

"حکامِ حکومت اور عوام کی حفاظت میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا جائے گا"

ظاہر ہے۔ کہ اگر تشدد پسند اپنی حرکات سے باز نہ آئیں تو حکام اور پبلک کی طرف سے حکومت پر یہی فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ وُہ اُن کی حفاظت کے لئے پُوری سعی اور کوشش سے کام لے۔ لیکن قبل اس کے کہ حکومت کو انتہائی ذرائع سے کام لینا پڑے۔ اہلِ مُلک کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ تشدد پسندوں کو تباہ کن افعال سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔ اور کسی رنگ میں ان کی حوصلہ افزائی نہ ہو ؛

سکھوں کے بعض دیہات میں مسلمانوں پر تعدی

مذبح قادیان کے سلسلہ میں بعض گاؤں کے سکھ جو کچھ کر چکے ہیں۔ وُہ بلحاظ نوعیت اس قدر اشتعال انگیز ہے کہ اگر ہم مذہبی طور پر قانون کے احترام اور امن کے قیام پر مجبور نہ ہوتے۔ تو اس علاقہ میں خطرناک بدامنی پیدا ہو چکی ہوتی۔ اور قتل و خون کا بازار گرم ہو جاتا۔ مگر ہم چونکہ مذہبی احکام کی بنا پر آئینی کارروائی سے آگے قدم نہ بڑھا سکتے تھے۔ اس لئے مفسد لوگ شوخی اور شرارت میں زیادہ تیز ہوتے جا رہے ہیں ؛

تھوڑے ہی دن ہُوئے۔ مواضع کوٹ دھندل اور مراد پور کے قریباً تمام چوہڑے ہمارے مبلغین کی کوششوں سے آغوشِ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اسی طرح موضع بھام کے بھی بعض اس قوم کے لوگ اسلام لے آئے۔ اب سکھوں کے جاہل اور شوریدہ سر حصہ نے ان نومسلموں کو بے جا طور پر تنگ کرنا شروع کر رکھا ہے۔ چنانچہ بھام میں دو نومسلموں کو پیٹا گیا۔ اور مراد پور کے ایک نومسلم کی بیوی کو سکھ زبردستی چھین کر لے گئے ؛

اس کے علاوہ کچھ عرصہ ہُوا۔ موضع ٹھیکریوالہ میں ایک مقامی احمدی چندہ جمع کر رہا تھا۔ کہ اُسے نہایت بُری طرح سکھوں نے پیٹا۔ چندہ کی رقم چھین لی۔ اور چھ گھنٹہ تک اسے حبس بے جا میں رکھا۔ حالانکہ اس سے چند ماہ قبل ان کی ایک خوفناک شرارت کے باوجود جس میں ایک احمدی کو ضرب شدید آئی تھی۔ ہم ان کو معاف کر چکے تھے اب یہ مقدمہ زیر سماعت ہے۔ چند یوم ہوئے۔ موضع صابرح پور کے سکھوں۔ نے موضع کھارا میں آکر مسلمانوں کی قبروں کی بے حُرمتی کی۔ اور اگرچہ یہ نہایت سنگین کیس تھا۔ مگر ان کے اظہار ندامت کرنے اور معافی مانگنے پر مسلمانوں نے اُن سے صلح کر لی۔ غرضکہ یہ لوگ شرارت اور چھیڑ خوانی میں بہُت بڑھتے جا رہے ہیں۔ اور اب نوبت یہاں تک پہونچ گئی ہے۔ کہ وُہ طاقت اور زور سے ہماری تبلیغی مساعی کو روکنا چاہتے ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ یہ حالات زیادہ دیر تک برداشت نہیں کئے جا سکتے ؛

حکام بالا کا فرض ہے۔ کہ اس صورت کی اصلاح کریں۔ اور قبل اس کے کہ حالات زیادہ نازک صُورت اختیار کر جائیں۔ ان پر قابُو پانے کی کوشش کریں۔ اور ملزمین کو قرار واقعی سزائیں دیکر دوسروں کے لئے عبرت کا سامان مہیا کریں۔ ان واقعات کا ساتھ کے ساتھ ہی تصفیہ ہوتے جانا چاہیئے۔ تاکہ جذبات میں زیادہ اشتعال پیدا نہ ہو۔ اور یہ جھگڑے جماعتی صورت اختیار نہ کریں ہم سکھ قوم کو بحیثیت مجموعی الزام نہیں دیتے۔ کیونکہ ان کے اندر شریف لوگ بھی پائے جاتے ہیں۔ اور ان سے ہمیں بحیثیت ہمسایہ کوئی شکایت نہیں۔ ہماری شکایت ان مفسدہ پرداز لوگوں سے ہے جو ایسے فتنے اٹھا کر مُلک میں بدامنی پیدا کرنا چاہتے ہیں ؛

علیحدہ نیابت کے مطالبہ کی وجہ

"پرکاش" ۱۸ جنوری نے بنگال کے کسی مسٹر عبدالصمد کا جن کے متعلق اس کا بیان ہے۔ کہ وُہ بنگال کونسل کے ممبر بھی ہیں۔ یہ سوال شائع کیا ہے:۔

"مصر میں عیسائیوں کی تعداد دس فیصدی ہے۔ وُہ اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے علیحدہ نیابت نہیں مانگتے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اقلیت کے حقوق کا شور بلند کرتے ہیں"

اور لکھا ہے:۔ "دیکھیں عقلمند مسلمان کیا جواب دیتے ہیں"

اگر فی الواقعہ یہ سوال کسی مسلمان نے کیا ہے۔ تو ہمیں اس کی عام واقفیت اور سیاست دانی پر بہُت افسوس ہے۔ مصر کے عیسائی اگر دس فیصدی ہو کر علیحدہ نیابت نہیں مانگتے۔ تو محض اس لئے کہ مسلمانوں نے فراخ حوصلگی سے انہیں خود بخود اس قدر نیابت دے رکھی ہے۔ جو ان کی خواہش اور امید سے بھی زیادہ ہے۔ لیکن ہندوستان میں ہندو اقلیتوں کو کچل دینا چاہتے ہیں۔ اس لئے اقلیتوں کو علیحدہ نیابت کی ضرورت ہے۔ اگر ہندوستان کے ہندو بھی رواداری اور فیاضی سے کام لیتے۔ تو مسلمان ہرگز یہ مطالبہ پیش نہ کرتے۔ پس اس کی وجہ ہندوؤں کی تنگ دلی ہے ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

دہریت اور الحاد کی رَو کو روکو

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(فرمودہ ۱۶ر جنوری سنہ ۱۹۳۱ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالےٰ نے انسان کو ایسے رنگ میں پیدا کیا ہے۔ کہ وہ

ایک دوسرے سے متأثر

ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ انسان کیا تمام مخلوق کا تعلق آپس میں اس رنگ کا ہے۔ کہ سب کی سب چیزیں

ایک دوسرے پر سہارا

لئے ہوئے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی احتیاج رکھتی ہیں۔ یہ احتیاج اور ایک دوسرے پر سہارا لینا اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ انسان کو کوئی تکمیل حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس کے

گردو پیش کے حالات

بھی درست نہ ہو جائیں۔ ایک کسان ملک کے دوسرے حالات سے ناواقف ہوتے ہوئے اپنے علاقہ میں ایک کھیت بوتا ہے۔ اور خیال کرتا ہے۔ اس نے وہ سارے سامان جو کھیت کی تکمیل کے لئے ضروری ہیں۔ جمع کر لئے ہیں۔ لیکن یکدم بارش آتی ہے۔ ایسی بارش جو یا تو مٹی کو ایسا سخت کر دیتی ہے۔ کہ اس سے بیج نکل ہی نہیں سکتا۔ یا اگر نکلا ہوا ہوتا ہے۔ تو کھیت میں پانی کھڑا ہو جانے کی وجہ سے گل سڑ جاتا ہے۔ یا ایسی آندھی آتی ہے۔ جس سے فصل گر جاتی ہے۔ زمیندار غریب نے جتنے سامان اس کے اختیار میں تھے جمع کر لئے۔ مگر

دور دراز مقامات پر ہونیوالے تغیرات

جن میں سے کوئی تو بحیرۂ عرب میں ہوا۔ اور کوئی خلیج بنگال میں۔ ان میں اس کا کیا دخل تھا۔ دنیا کے دور کناروں پر دو چار۔ پانچ۔ بلکہ دس دس ہزار میل کے فاصلے پر بعض سامان ایسے پیدا ہوئے۔ کہ سمندر سے زیادہ انجرات اُٹھے۔ جن سے بادل بنے۔ اور انہیں ہوائیں اس کے ملک میں لے آئیں۔ اور یہ جوان علاقوں کے نام سے بھی واقف نہیں۔ اس کی تمام سال کی محنت برباد ہو گئی۔ ان حالات میں ایک عقلمند زمیندار کسی طرح بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ باقی

دنیا کے حالات اور واقعات

سے مستغنی ہے۔ اگر دس دس ہزار میل دور سمندر کا اثر اس پر پڑ سکتا ہے۔ اگر دور دراز کے جنگلوں سے وہ متاثر ہو سکتا ہے۔ جہاں ٹڈی پل کر آتی ہے۔ تو وہ کسطرح کہہ سکتا ہے۔ کہ دنیا میں خواہ کچھ ہو۔ اس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ ہمارے ملک میں پچاس فیصدی سے زائد زمیندار ایسے ہونگے۔ کہ جنہوں نے بلوچستان کا نام بھی نہ سنا ہوگا۔ مگر وہاں کے جنگلوں میں ٹڈی پلتی ہے۔ اور وہاں سے چل کر ان کے کھیتوں کو برباد کر جاتی ہے۔ پس اگر ایک زمیندار بلوچستان کے جنگلوں سے بھی مامون نہیں۔ اور اگر وہ خلیج بنگال یا بحیرہ عرب کے تغیرات سے بھی مامون نہیں۔ تو پھر کوئی انسان کس طرح خیال کر سکتا ہے۔ کہ ہمسایہ اور اپنے گاؤں یا شہر کے لوگوں کے اخلاق اور عادات کا اس پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ ہزاروں میل سے ریت کے ذرات یا پانی آکر جب ایک زمیندار کے کھیت کو تہ و بالا اور اس کی محنت کو برباد کر سکتے ہیں۔ تو انسان کے ہمسایہ میں جو طوفان بے تمیزی یا

گناہوں کی لہر

پیدا ہو رہی ہو۔ اس سے وہ کس طرح محفوظ رہ سکتا ہے مگر انسان اپنی غفلت کی وجہ سے اسی بات کو دیکھتا ہے۔ جو اس پر وارد ہو کر اسے جگا دیتی ہے۔ جس وقت ٹڈی آتی ہے۔ اس وقت خیال کرتا ہے۔ کہ کہیں پاس سے ہی آگئی ہو گی۔ اور اسے یہ خیال بھی نہیں آتا۔ کہ کتنی دور سے آئی ہے۔ یا دل برستا ہے۔ تو وہ خیال کرتا ہے۔ چالیس پچاس میل سے آیا ہوگا۔ اسے یہ خیال بھی نہیں آتا۔ کہ یہ کئی ہزار میل سے چلا آیا ہے۔ اور پھر بعض تو یہ خیال کرتے ہونگے۔ کہ شاید کوئی ایسی چیز ہے۔ جس سے پانی گر پڑتا ہے۔ یہ نہیں جانتے کہ ایسے حالات کے ماتحت جو انسان کے قبضہ سے باہر ہیں۔ سمندر کے انجرات بعض خاص ہواؤں کے ذریعہ اڑ کر یہاں آتے اور برستے ہیں۔ غرض اگر انسان کی نظر جاتی ہے۔ تو

نہایت محدود دائرہ

تک۔ اور کئی باتوں کی طرف تو اس کی نظر جاتی ہی نہیں۔ حالانکہ جس طرح ہزاروں میل پر ان سمندروں اور میدانوں سے تباہی کے سامان پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح قریب اور دور کے انسان سے بھی دوسرے انسان کی تباہی کے سامان پیدا ہوتے رہتے ہیں

ایک زمانہ

تھا۔ کہ ہندوستان یورپ کے نام سے بھی واقف نہ تھا۔ عرب بھی اگرچہ واقف تو تھے۔ مگر بھلا بیٹھے تھے۔ اپنے اپنے طریق اور رسومات کو لیکر سب اپنی اپنی جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور خیال کرتے تھے۔ کہ ہمیں ان طریقوں سے کون ہٹا سکتا ہے۔ آج سے پچاس سال قبل اگر ہندوستان کی اعلےٰ خاندان کی

ایک مسلمان عورت

کو کہا جاتا۔ کہ برقعہ پہن کر سٹیشن پر چلی جاؤ۔ تو وہ کبھی یہ بات نہ مان سکتی تھی۔ وہ ڈولی میں جاتی۔ پھر پردہ تان کر گاڑی میں اسے داخل کیا جاتا۔ جس کی تمام کھڑکیاں بند کر دی جاتیں۔ اور منزل پر پہنچ کر پھر اسی طرح اسے اتارا جاتا۔ اس وقت کسے یہ خیال آ سکتا تھا۔ کہ اس حالت میں کبھی تغیر ہو جائیگا۔ مگر آج دیکھو ہزاروں میل سے ایک وبا آتی ہے۔ اور اس کے ماتحت وہ ہندوستانی عورتیں جن کی نانیاں اور دادیاں ڈولی میں اپنے گھر میں آئیں۔ اور پھر وہاں سے ان کے تابوت نکلے۔ آج بے تکلفی سے

مردوں کے ہاتھ میں ہاتھ

ڈالے سڑکوں پر پھر رہی ہیں۔ اس وقت ہندوستانی مسلمان خیال کرتے تھے۔ کہ ہم بالکل محفوظ ہیں۔ کیونکہ اپنی رسوم اور رواج کو چھوڑنے کا کوئی خیال ہمارے دل میں نہیں۔ مگر یہ کس طرح ممکن تھا۔ کہ ایک

انسان دوسرے سے اثر

قبول نہ کرتا۔ جس طرح ہزاروں میل سے آئے ہوئے بادل اور ٹڈی فصل کو تباہ کر دیتی ہے۔ اسی طرح

ہزاروں میل سے آئے ہوئے خیالات

بھی ہمارے خیالات کو تباہ کر سکتے ہیں۔ اور جب تک کہ ہم

ایک ایسا دائرہ

نہ بنالیں۔ جس سے کوئی چیز گذر نہ سکے۔ ہم محفوظ نہیں رہ سکتے یہ دائرے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک آسمانی اور ایک زمینی۔

آسمانی دائرہ تو یہ ہے۔ کہ قرب کے زمانہ میں

مامور کے ہاتھ میں ہاتھ

دیا ہو۔ یا اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینے والوں کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہو۔ یا ان کے ہاتھ میں ہاتھ دینے والوں سے تعلق پیدا کیا جائے۔ یہ

آسمانی دائرہ

ہے۔ جس میں آجانے والی جماعتیں باوجود شرارت اور بدی کی فراوانی کے زیادہ تر محفوظ رہتی ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ ان کی دستگیری فرماتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو۔ آج ساری دُنیا میں جو فسادات پھیل رہے ہیں۔ احمدی جماعت خدا تعالےٰ کے فضل سے ان سے محفوظ ہے۔ ہم دوسرے لوگوں سے علم میں بڑھے ہوئے نہیں۔ مگر وہ دہریت کی رو کے نیچے ایسے بہے جا رہے ہیں۔ کہ گویا وہ ایک ایسا پودا ہیں جس کی جڑیں نہیں ہیں۔ اس کے مقابلہ میں احمدی جماعت میں بھی بے شک بعض کمزوریاں ہیں۔ مگر پھر بھی وہ

نمایاں طور پر ممتاز

نظر آتی ہے۔ اور بہت ساری ہوائیں جو دُنیا کو تباہ کر رہی ہیں۔ احمدی جماعت محض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے تعلق کی وجہ سے ان سے الٰہی حفاظت میں ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وما کان اللّٰہ لیعذبھم و انت فیھم۔ یعنی اللہ تعالےٰ ان کو ہلاک نہیں کریگا۔ اس حالت میں کہ اے رسُول تو ان میں ہے۔ اور

نبی کے قرب کا زمانہ

بھی اس کے ہونے کا ہی زمانہ ہوتا ہے۔ اور اس کی جماعت سے تعلق رکھنے والے اس کی خاص حفاظت میں ہوتے ہیں۔ سب سے بڑھکر عذاب۔ عقیدہ کی خرابی ہے۔ اس کے مقابلہ میں کوئی بھی عذاب کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ ایک شخص طاعون سے مر کر بھی جنت میں جا سکتا ہے۔ مگر دہریت کی رو میں بہ کر جو مرتا ہے۔ اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے۔ اور جب تک اس ہسپتال میں رہ کر اس کی صفائی نہ ہو جائے۔ اس وقت تک وہ اس مقام کو حاصل نہیں کر سکتا۔ جس کے لئے اُسے پیدا کیا گیا تھا۔ پس حفاظت کا ایک ذریعہ تو نبی کا قرب ہے۔ اور دوسرا ذریعہ قرآن کریم نے یہ بیان کیا ہے۔ کہ وما کان اللّٰہ معذبھم وھم یستغفرون۔ یعنی جو لوگ بدی کے سامانوں کو تباہ کر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ بھی عذاب سے بچائے جاتے ہیں۔

استغفار کے معنے

ڈھانپ دینے کے ہیں۔ بدی کا بیج دُنیا سے بالکل تو مٹایا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ جس طرح فرشتے دُنیا میں نیکی کو قائم کرتے ہیں۔ شیطان بدی کو قائم کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ اور جب تک انسان کو یہ اختیار رہے۔ کہ بدی اور نیکی میں سے جو راستہ چاہے۔ اختیار کرلے۔ کوئی نہ کوئی مزدور شیطان کے ساتھ شغل ہوتا رہیگا۔ مگر مومن کا کام یہ ہے۔ کہ وہ

بدی کو مٹانے کی کوشش

کرتا ہے۔ جس طرح گندگی کو بالکل تو نابود نہیں کیا جا سکتا لیکن گڑھا کھود کر اس میں ڈالکر اوپر مٹی ڈالی جا سکتی ہے۔ اور اس طرح اس کی عفونت سے انسان بچ سکتا ہے۔ اسی طرح ہم بدی کو دُنیا سے بالکل مٹا تو نہیں سکتے۔ مگر اُسے دبا سکتے ہیں۔ پس دوسرا ذریعہ یہ ہے۔ کہ بدی کو دبایا جائے اور اسے پھیلنے سے روکا جائے۔ اس کا طریق یہی ہے۔ کہ ان لوگوں کو جو بدی پھیلانے والے ہیں۔ اپنے اندر شامل کر لیا جائے۔ اور اس طرح ان کے بد ارادوں کو دور کر دیا جائے۔ پس

یستغفرون سے مراد

یہاں تبلیغ ہی ہے۔ اور تباہی سے بچنے کے یہی دو طریق ہیں۔ ایک نبی کا قرب اور اس کی جماعت میں شمولیت۔ یا یہ کہ کوشش کرکے بدی کو دبا دیا جائے۔ اور جہاں یہ دونو باتیں جمع ہوں۔ وہ تو نور علےٰ نور ہے۔ بے شک تباہی پھیلانے والی چیزوں کو اللہ تعالےٰ کی مدد سے ہی دبایا جا سکتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مدد بھی

انسانی اعمال سے وابستہ

ہے۔ اگر کوئی شخص آگ میں ہاتھ ڈال کر منہ سے استغفار کرتا رہے۔ تو اس کا ہاتھ جلنے سے بچ نہیں سکتا۔ آگ سے بچنے کا یہی طریق ہے۔ کہ اس میں ہاتھ بھی نہ ڈالا جائے۔ اور استغفار بھی کیا جائے۔ جو شخص آگ میں ہاتھ تو نہیں ڈالتا۔ مگر استغفار بھی نہیں کرتا۔ وہ بھی خطرہ میں ہے۔ کیونکہ کوئی انسان محض اپنی کوشش اور سعی کے ذریعہ مصائب اور مشکلات سے نہیں بچ سکتا۔ دنیا میں جس قدر بیماریوں میں لوگ مبتلاء ہوتے ہیں۔ کیا ان میں انسان اپنی مرضی سے مبتلاء ہوتا ہے۔ اور ان کے جرمز اپنے جسم میں خود داخل کرتا ہے۔ مثلاً ٹائیفائڈ کا کیڑا ہوتا ہے۔ جس کے جسم میں داخل ہو کر تپ محرقہ ہو جاتا ہے۔ یا بعض عوارض کی وجہ سے ایسے جرمز پیدا ہو جاتے ہیں جن سے نمونیا ہو جاتا ہے۔ کیا کوئی شخص ایسا ہوتا ہے۔ جو کوشش کرکے ان بیماریوں کے کیڑے اپنے جسم میں داخل کر لیتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ہر ایک کی کوشش یہی ہوتی ہے۔ کہ جرمز داخل نہ ہوں۔ مگر انسان کی انتہائی کوشش کے باوجود بھی

غفلت کے وقت میں

یہ اندر چلے جاتے ہیں۔ اگر تو انسان کا تمام وقت ہوشیاری ہی میں گذرے۔ تو بے شک وہ اپنی حفاظت کر سکتا ہے۔ لیکن اگر حقیقت یہ ہے۔ کہ بعض اوقات اس پر غفلت کے بھی آتے ہیں۔ اس لئے لازمی ہے۔ کہ غفلت کے وقت میں اس کی حفاظت کرنے والا کوئی اور ہو۔ پس محفوظ رہنے کا طریق یہی ہے۔ کہ ہوشیاری کی حالت میں تو انسان خود اپنی حفاظت کرے۔ اور غفلت کے وقت میں کوئی ایسی ہستی اس کی حفاظت کرے۔ جس پر غفلت نہیں آسکتی۔ ایسی ہستی خدا تعالےٰ ہی ہے۔ اور

استغفار دونو طرف سے

ہوتا ہے۔ اس کا ایک حصہ انسان کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ اور ایک حصہ خدا تعالےٰ کے قبضہ میں ہے۔ ایک کا نام تدبیر ہے اور ایک کا دُعا۔ ہوشیاری کا حصہ تدبیر کا ہوتا ہے۔ اور غفلت کا حصہ دُعا کا۔ بعض نادان کہدیا کرتے ہیں۔ کہ جب تدبیر پوری پوری کرلی جائے۔ تو پھر دعا کی کیا ضرورت ہے۔ مگر وہ یہ نہیں سوچتے۔ انسان کہاں تک تدبیر کر سکتا ہے۔ اور اسے کتنی واقفیت اور کس حد تک رسائی ہے۔ جس سے وہ تدبیر میں فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ بہت سی باتیں ایسی ہیں۔ جو اس کے اختیار میں نہیں۔ ان کا کیا علاج وہ کر سکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول اکثر سُنایا کرتے تھے۔ کہ ریاست رامپور کے ایک وزیر کا ایک نہایت وفادار پٹھان نوکر تھا۔ جو اپنی وفاداری کے بہت دعوے کیا کرتا تھا۔ کسی نے اُسے کہا۔ کہ تم اپنے آقا سے وفاداری کے دعوے تو بہت کرتے ہو۔ مگر خدا تعالےٰ سے کوئی واسطہ اور تعلق تمہیں نہیں۔ وہ کہنے لگا۔ کہ میں کسی خدا کو نہیں جانتا۔ میرا خدا میرا آقا ہی ہے۔ میں بھوکا مرتا تھا۔ میرے بیوی بچوں کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہ تھا۔ خدا نے میری کوئی مدد نہ کی۔ مگر اس نے مجھے کھانے کے لئے دیا۔ یہی میرا خدا ہے۔ ایک دفعہ نواب صاحب کی تاجپوشی یا پیدائش کا دن تھا۔ اس تقریب پر وہاں جلسہ ہوا۔ شہر کے تمام لوگ جمع تھے۔ اور وزیر صاحب لڈو بانٹ رہے تھے۔ ایک موقعہ پر جو لوگوں نے ہجوم کیا۔ تو وزیر صاحب نے انہیں پیچھے ہٹانے کے لئے کوڑا ہلایا۔ جو اتفاق سے ایک پٹھان کو جا لگا۔ جس کے شاید نواب صاحب سے رشتہ داری کے تعلقات بھی تھے۔ اس نے فوراً چاقو نکال لیا۔ اور کہا۔ تم نے میری ہتک کی ہے۔ اس پر وزیر اور سختی سے پیش آیا۔ پٹھان نے اس کے پیٹ میں چاقو مار دیا۔ یہ دیکھکر اس پٹھان نوکر نے جو وفاداری کے بہت دعوے کیا کرتا تھا۔ جلدی سے چاقو کو پکڑنے کے لئے جو ہاتھ مارا۔ تو وہ اور زیادہ اندر گھس گیا۔ جس سے موت واقعہ ہوگئی۔ تو بیسیوں باتیں

انسان کے اختیار میں

نہیں ہوتیں۔ بلکہ ہر کام کا کچھ حصہ ہمارے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اور کچھ نہیں۔ جو ہمارے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اس کے لئے ہم تدبیر کر سکتے ہیں۔

مگر جو نہیں ہوتا۔ اس کے لئے دعا کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ اسی لئے خدا تعالےٰ نے لیستغفرون فرمایا ہے۔ پس آفات سے

نجات کے دو ذرائع

ہی ہو سکتے ہیں۔ ایک نبی کے قرب کی دیوار ہے۔ جس کے اندر جماعت محفوظ رہ سکتی ہے۔ اور دوسرا ذریعہ یہ ہے۔ کہ انسان تدبیر سے بدی کو مٹا دے۔ اس کے لئے حتی الامکان کوشش کرے۔ اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ سے دعا بھی کرتا رہے۔ جب یہ دونو باتیں مکمل ہو جاتی ہیں۔ تو انسان محفوظ ہو جاتا ہے۔ وگرنہ اس کے بغیر وہ ہمیشہ خطرہ میں ہوتا ہے۔ اور معلوم نہیں، کہ کس وقت پاس سے ہی آگ پیدا ہو کر اسے تباہ کر دے۔ پچھلے سال جب انہی دنوں میں ڈلہوزی گیا۔ تو وہاں میں نے

ایک رؤیا

دیکھا۔ کہ میں لاہور گیا ہوں۔ اور کالجوں کے تمام طلباء میں دہریت پھیل رہی ہے۔ اور معلوم ایسا ہوتا ہے۔ کہ وُہ خدا کے متعلق مجھ سے سوال کرنا چاہتے ہیں۔ میں دل میں خیال کرتا ہوں۔ کہ ہمیشہ میں یہ بات کہا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ مجھے قرآن سکھاتا ہے۔ اور ہر اعتراض کا جواب سمجھاتا ہے۔ یہ گروہ جو اس وقت کوشش کر رہا ہے۔ کہ سوالات کر کے

خدا تعالےٰ کی ہستی کو مشتبہ

کر دے۔ اسے اس وقت کیا جواب دُوں۔ جو تسلی بخش ہو۔ میں جواب سوچتا ہوا ٹہل رہا ہُوں۔ کہ اس عرصہ میں یکدم ایسا معلوم ہوا۔ کہ آسمان سے میرے قلب میں ایک کھڑکی کھلی ہے۔ جس سے مجھے اطمینان ہو گیا۔ کہ ان کو اب میں سمجھا سکونگا۔ اس سے تھوڑی دیر کے بعد ان کا پیغام آیا۔ کہ ہماری تسلی ہو گئی ہے۔ او. اب ہم آپ سے کچھ نہیں پوچھنا چاہتے۔

خدا تعالےٰ کی عجیب قدرت

ہے۔ کہ اسی مہینہ میں اور پورے ایک سال کے بعد ایک غیر احمدی طالب علم کا مجھے خط آیا۔ کہ اور تو تمام کام آپ کی جماعت اچھے کرتی ہے۔ مگر یہ ٹھیک نہیں۔ کہ آپ لوگ خدا کی ہستی کو منوانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم لوگ اب ایسی باتوں سے بالکل آزاد ہو چکے ہیں۔ اور ہم نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔ کہ خدا کوئی نہیں۔ یہ ایک رَو ہے۔ جو ممکن ہے۔

ہمارے بچوں پر بھی اثر

کرے۔ لیکن اگر اسے ہم ابتداء میں ہی روک دیں۔ تو وُہ اس سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ جو مرض ہمارے

ہمسایہ کے گھر میں

پیدا ہو چکا ہو۔ وُہ ممکن ہے۔ ہمارے گھر میں بھی آ جائے۔ طاعون اگر آج ہمسایہ کے گھر میں ہے۔ تو عین ممکن ہے۔ ۲ روز بعد ہمارے گھر میں بھی آ جائے۔ اگر ہمارے ہمسایہ کے کھیت میں ٹڈی ہے۔ یا دہم اسکے ساتھ ملکر وہیں اسے تباہ کرنیکی کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارے کھیت میں تو نہیں۔ تو یہ سخت غلطی ہے۔ اس کا کھیت کھا کر وُہ ضرور ہمارے کھیت میں آئیگی۔ پس ضروری ہے۔ کہ ہم

سب مل کر اس رو کا مقابلہ

کریں۔ یہ خیال نہیں کرنا چاہئیے۔ کہ ہم اس سے محفوظ ہیں۔ ہمیں کیا ضرورت ہے۔ کہ اسے روکیں۔

ہمارے ملک میں ایک قصہ مشہور ہے۔ کہ تین آوارہ نوجوان جن میں سے ایک سید اور ایک مولوی اور ایک زمیندار تھا۔ ایک باغ میں داخل ہُوئے۔ اور تمام میوے توڑ توڑ کر کھانے لگے۔ اتنے میں باغ کا مالک بھی آ گیا۔ مگر وُہ اکیلا تھا۔ اس نے سوچا۔ کہ یہ تینوں مشٹنڈے ہیں۔ اگر سختی کروں۔ تو ممکن ہے۔ مجھے ہی ماریں۔ اس لئے حکمت سے کام کرنا چاہئیے۔ اس خیال سے اس نے سید اور مولوی کو جھک کر ادب سے سلام کیا۔ اور کہا۔ آپ کا تو یہ اپنا باغ ہے۔ آپ آل رسُول اور رسول اللہؐ کے گدی نشین ہیں۔ جو کچھ بھی ہمارا ہے۔ وُہ آپ کا ہی ہے۔ آپ کا تو حق تھا۔ کہ جو چاہتے کرتے۔ لیکن اس جاٹ کا کیا حق تھا۔ اس نے میرا باغ کیوں اجاڑ دیا۔ انہوں نے کہا۔ ہاں ٹھیک ہے۔ اس کا کوئی حق نہ تھا۔ اس نے کہا۔ تو پھر آپ دونو انصاف کو مدنظر رکھتے ہوئے میری مدد کریں۔ چنانچہ انہوں نے اسے مدد دی۔ اور اس نے اُسے خوب ہی مارا۔ اور پھر باندھ دیا۔ اسکے بعد وُہ سید صاحب سے کہنے لگا۔ کہ آپ تو آل رسُول ہیں۔ آپ کا تو یہ اپنا مال ہے۔ مگر یہ مولوی جو دوسروں کو کہا کرتا ہے۔ کہ کسی کی چیز کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ اس کا کیا حق تھا۔ کہ غیر مال کو استعمال کرتا۔ اس سے سید خوش ہو گیا۔ اور یہ سمجھ کر کہ یہ امر تو بہت بلند ہے کہنے لگا۔ ہاں ٹھیک ہے۔ اس نے کہا۔ تو میری مدد کیجئے۔ اور اس کی مدد سے اس نے مولوی کو بھی خوب مارا۔ اور پھر باندھ کر ایک طرف ڈالدیا۔ آخر اس نے سید کو بھی گردن سے پکڑ لیا۔ اور کہا۔ بڑا آل رسُول بنا پھرتا ہے رسُول اللہؐ تو لوگوں کے حق دلوایا کرتے تھے۔ تو کیسا سید ہے۔ جو لوگوں کے باغ اجاڑتا پھرتا ہے۔ اور اسے بھی خوب اچھی طرح مارا۔

غرض پراگندگی سے [illegible] کام بھی خراب [illegible] ہے۔ اور دشمن ایک ایک کر کے سب کو مار لیتا ہے۔ اس لئے

جماعت کا فرض

ہے۔ کہ مشترکہ کوشش سے اس رَو کو روک دے۔ ہر فرد کو چاہئیے۔ کہ اپنے گرد و پیش کی تمام باتوں کا اچھی طرح سے خیال رکھے۔ دہریت پردہ اور سود وغیرہ کے متعلق جو بھی حالات ہوں۔ ان پر پوری طرح نگاہ رکھے۔ جس طرح ایک پہرہ دار ہر طرف دھیان رکھتا ہے۔ اور صرف یہ خیال نہ کرے۔ کہ ہم محفوظ ہیں۔ الحمد للہ ہم میں تو یہ بیماری نہیں۔

طاعون سے بچنے کا طریق

یہی ہے۔ کہ اسے مٹا دیا جائے۔ جو قوم اس پر تسلی کر لیتی ہے۔ کہ دوسرے کے گھر میں ہی وبا ہے۔ ہم میں نہیں۔ وہ کبھی محفوظ نہیں رہ سکتی۔ اگر ہمارے ہمسایہ کے گھر میں آگ لگی ہے۔ تو دو گھنٹہ کے بعد ہمارے گھر میں بھی وہ ضرور آئیگی۔ پس ہمارا پہلا فرض یہ ہے۔ کہ ہمسایہ کے گھر میں ہی آگ پر قابو پانیکی کوشش کریں۔ نہ یہ کہ اپنے گھر میں آنے کے منتظر ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے۔ کہ

دوسروں کے عقائد

کو درست کریں۔ تبھی ہماری نسلیں بھی محفوظ رہ سکتی ہیں۔ اسی طرح

پردہ کے متعلق

ہندوستان میں یہ رو پیدا ہو رہی ہے۔ کہ اُسے بالکل چھوڑ دیا جائے۔ ایسے لوگ اپنی پستی کا تمام الزام پردہ پر لگاتے ہیں۔ حالانکہ جو پردہ ترک کر رہے ہیں۔ وہ دل سے بھی دوسروں کے غلام بنتے جا رہے ہیں۔ یعنی ذہنی اور روحانی غلامی اختیار کر رہے ہیں۔ اور ہم جو پردہ ضروری سمجھتے ہیں۔ اس سے آزاد ہیں۔ کیونکہ ہم اس تہذیب کے سخت مخالف ہیں۔ جسے وہ اپنی ترقی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اور

ظاہری غلامی

ہمارے نزدیک کوئی چیز نہیں۔ ظاہری حکومت آخر کسی نے تو کرنی ہے۔ اگر ہندوستانیوں کی اپنی حکومت ہو۔ تو بھی کیا سارے ہی حکمران ہونگے۔ ایک حصہ ہی حکومت کریگا۔ پس ظاہری غلامی کوئی چیز نہیں۔ غلامی دراصل دماغی خطرناک ہوتی ہے۔ پس پردہ چھوڑنے والے پورے طور پر یورپ کے غلام بنتے جا رہے ہیں۔ لیکن پردہ جس کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ اس نے انہیں زوال تک پہونچایا۔ اسے مسلمانوں نے اختیار کرنے کے باوجود

تمام دنیا کو فتح

کر لیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیویاں پردہ کرتی تھیں مگر جنگوں میں بھی شامل ہوتی تھیں۔ جنگ صفین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود کمان کرتی رہیں۔ بڑے بڑے جرنیل بھی اس وقت پیچھے ہٹ گئے۔ مگر وُہ برابر میدان میں موجود رہیں۔ پس اپنا نقص کسی اور طرف منسوب کرنا حماقت ہے۔ یہاں [illegible] پردہ ہے۔ مگر یہاں کی عورتیں دوسری اقوام کی عورتوں کی نسبت زیادہ پڑھی ہوئی ہیں۔ میں نے ایک [illegible] لگا۔ کہ ادہر پڑھی لڑکیاں بہت کم ہیں مگر ان پڑھ لڑکے بہت زیادہ ہیں۔ مگر یہاں پردہ باقاعدہ ہے۔ پھر کئی ایک لڑکیاں مولوی کا امتحان دے چکی ہیں۔ کئی نے انٹرنس کا امتحان پاس کر لیا۔ اور اب کئی ایف۔ اے کی تیاری کر رہی ہیں۔ اس کے مقابلہ میں ان میں جو پردہ کی مخالف ہیں۔ ابھی تک ڈبہا

جہالت اور تاریکی

پھیلی ہوئی ہے۔ بیشک ان کے پاس سامان زیادہ ہیں۔ اور اگر وہ کوشش کریں۔

تو ہم سے بڑھ جائینگی۔ لیکن ان کی ترقی مال و دولت کی وجہ سے ہوگی۔ نہ کہ پردہ چھوڑنے کے باعث پھر یہ بھی دیکھنا چاہیئے۔ کہ پردہ چھوڑنے والوں کو حکومت کی امداد بھی حاصل ہے۔ پچھلے

گورنر صاحب کی بیوی

پردہ کی سخت مخالف تھیں۔ حتےٰ کہ انہوں نے پردہ کلب میں جانا ترک کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ اسے ہتک سمجھتی تھیں۔ اور بہت سے مسلمانوں کی بیویوں نے محض اس وجہ سے پردہ ترک کر دیا۔ کہ لاٹ صاحب کی بیوی کی ملاقات سے محروم نہ رہ جائیں

ہماری جماعت کے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہمارا کام صرف

وفات مسیح

ہی منوانا نہیں۔ بے شک یہ بھی بہت ضروری ہے۔ مگر یہ روئیں جو چل رہی ہیں۔ دہریت کی اور اسلامی احکام سے روگردانی کی۔ اور یہ کہ اسلام نے عورتوں کو حقوق نہیں دئے۔ ان کا مقابلہ کرنا بھی ہمارا فرض ہے۔ اور اس کا بہترین طریق یہ ہے۔ کہ ہم

عورتوں کی تعلیم

کا پورا انتظام کریں۔ اگر ان عورتوں سے جو اسلامی احکام کی خلاف ورزی کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔ ہم خود کہینگے۔ کہ یہ طریق تمہارے لئے مفید نہیں۔ بلکہ نقصان رساں ہوگا۔ تو سابقہ اثرات کے ماتحت وہ ہماری بات نہیں سنینگی۔ اور کہدینگی۔ تم ظالم مرد ہو۔ تم نے عورتوں کے حقوق غصب کر رکھے ہیں۔ لیکن اگر عورتیں جا کر انہیں کہینگی۔ کہ ہم علی وجہ البصیرۃ اور تجربہ کی بناء پر کہتی ہیں۔ کہ اسلام کی تعلیم اعلیٰ اور فائدہ بخش ہے۔ تو اس کا ان پر اثر ہوگا۔ عورتوں کے متعلق جو رو چلی ہے۔ اس کا اگر مرد مقابلہ کریں گے۔ تو اس کامیابی سے نہیں کر سکینگے جس طرح صرف عورتیں کر سکتی ہیں۔ اگر عورتیں کہیں۔ ہم اسلامی احکام کی پابندی کرتی ہوئی تمام حقوق سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ تو ان کو خیال ہوگا۔ کہ اگر یہ اٹھا رہی ہیں۔ تو ہم کیوں نہیں اٹھا سکتیں اسی وجہ سے میں نے مجلس شوریٰ میں

عورتوں کے حق رائے دہندگی

کے متعلق سوال اٹھایا تھا۔ میں نے سنہ ۱۹۲۴ء میں ولائت سے ایک چٹھی لکھی تھی۔ جس میں بتایا تھا۔ کہ اب ہندوستان میں پردہ کیخلاف رو چلیگی۔ میرے اس وقت کے جو مضامین الفضل میں چھپے تھے ان میں یہ چٹھی بھی تھی۔ اب گذشتہ [illegible] تحریکات شروع ہوئی ہے۔ میں نے کئی سال قبل اس کے متعلق خبر دی تھی۔ اور مجلس شوریٰ میں اسی وجہ سے حقوق رائے دہندگی کا سوال اٹھایا تھا۔ کہ جس حد تک شریعت عورتوں کو حق دیتی ہے۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ دیں۔ تا انہیں

اسلامی تعلیم سے ہمدردی

پیدا ہو۔ اور جب تک ان کے اندر یہ جذبہ پیدا نہ ہو۔ وہ عورتوں کو اسلامی احکام پر چلنے کی دعوت نہیں دے سکتیں۔ اور عورتوں میں تبلیغ نہیں کر سکتیں۔ تم میں سے کوئی یہ نہیں کہتا۔ کہ مدرسہ احمدیہ یا جامعہ احمدیہ اڑا دیا جائے۔ کیونکہ سب جانتے ہیں۔ کہ جب تک مبلغ نہ ہوں۔ تبلیغ نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے۔ مجلس شوریٰ کے موقعہ پر زور دیا جاتا ہے۔ کہ

مبلغین کی تعداد زیادہ

کی جائے۔ پھر یہ کس طرح خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ عورتوں میں اسلامی احکام کے خلاف جو رو چل رہی ہے۔ جب تک عورتیں تبلیغ کا کام نہ کریں اسے روکا جا سکتا ہے۔ لیکن جو عورت خود اپنے کو مظلومہ سمجھے۔ وہ دوسری کو کیا تبلیغ کر سکیگی۔ پس دو تو چیزیں ضروری ہیں۔ عورتوں کو تعلیم بھی دی جائے۔ اور ان کے حقوق بھی۔ جو حقوق اسلام نے انہیں دئے ہیں۔ ہمیں چاہیئے خود ہی دیدیں۔ تا ان کے اندر جوش پیدا ہو۔ اور وہ

اسلام کی جنگ

اپنی جنگ سمجھ کر لڑیں۔ عورتوں کے جلسوں میں مرد تو تقریریں نہیں کر سکتے۔ عورتیں ہی کر سکتیں ہیں۔ اور عورتوں کے جلسوں میں جو کچھ بیان کیا جاتا ہے۔ اس کے نوٹ بھی عورتیں ہی لے سکتی ہیں۔ اس لئے عورتوں کو ہی اس کام کے لئے تیار کرنا چاہیئے۔ اور انہیں جو حقوق اسلام نے دئے ہیں۔ دے دینے چاہئیں۔

پچھلے دنوں باہر سے ایک نوجوان یہاں آیا ہوا تھا۔ اس کا اپنی بیوی سے کچھ جھگڑا تھا۔ اس نے مجھے لکھا۔ ایک بزرگ نے مجھے کہا ہے۔ اگر تمہارا کہنا نہیں مانتی تو ڈنڈا اسے رسید کرو۔ یہ پڑھ کر مجھے تو شرم ہی آئی۔ کہ کس طرح ایسے شخص کو بزرگ سمجھ رہا ہے۔ جو بیوی کو مارنے کی تلقین کرتا ہے۔ بزرگی

اسلام کی تعلیم

جاری کرنے میں ہے۔ نہ کہ رد کرنے میں۔ ممکن ہے۔ کہ کوئی شخص بیوی کو مار کر چپ کرا دے۔ مگر وہ بیوی کو نہیں در اصل اسلام کو مارتا ہے۔ کیونکہ وہ عورت اور اس سے تعلق رکھنے والی دوسری عورتیں ایسے

مذہب سے بیزاری

کا اظہار کرینگی۔ پھر مارنے سے ممکن ہے۔ اس کے گھر میں تو امن ہو جائے مگر وہ اسلام کے گھر کو اجاڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔ بزرگ کہلانے والے اگر اس وقت یہاں موجود ہوں۔ تو وہ سن لیں۔ کہ وہ

خدا تعالےٰ کی نگاہ میں

بزرگ نہیں۔ بلکہ خورد سے بھی چھوٹے ہیں۔ دنیا میں انصاف۔ عدل اور رحم سے ہی امن قائم ہو سکتا ہے۔ جب تک یہ نہیں اس وقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی۔

غرض عورتوں کو تعلیم بھی دینی چاہیئے۔ اچھی تربیت بھی کرنی چاہیئے۔ اور آزادی بھی جس حد تک اسلام نے دی ہے۔ دینی چاہیئے۔ بلکہ اسلام نے تو آزادی ہی دی ہے۔ اس لئے یوں کہنا چاہیئے۔ کہ جس حد تک اس نے قید کا حکم دیا ہے۔ اس سے زیادہ کے لئے مردوں کو کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جیسے دماغ بیکار ہیں۔ ویسے ہی عورتوں کے بھی ہیں۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ

قادیان کے لوگ

عموماً اور باہر کی جماعتیں خصوصاً اس طرف متوجہ ہونگی۔ کئی کام ایسے ہیں۔ جن میں مرکزی جماعت کو زیادہ توجہ دینی پڑتی ہے۔ اور کئی ایسے ہیں۔ جن میں باہر کی جماعتوں کو زیادہ متوجہ ہونا ضروری ہوتا ہے اور یہ بات زیادہ تر

باہر کی جماعتوں سے تعلق

رکھتی ہے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ عورتوں کو پردہ وغیرہ کے مسائل اچھی طرح سمجھا کر اور پوری طرح مطمئن کر کے ان کے ذریعہ

خلاف اسلام خیالات

کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ہم نے مردوں پر فتح پائی ہے۔ تو یقیناً عورتوں سے شکست نہیں کھا سکتے۔ اور اگر عورتوں سے شکست کھا گئے۔ تو مردوں پر ہماری فتح بھی جھوٹی ہوگی۔ اس میں کیا شک ہے۔ کہ مرد کو خدا تعالےٰ نے نسبتاً زیادہ قوت دی ہے۔ اور اسے قوام ٹھہرایا ہے۔ پس اگر

دلائل کے میدان میں

ہم نے مردوں کو فتح کر لیا ہے تو یقیناً عورتوں کو بھی کر لیں گے۔ پس چاہیئے۔ کہ باہر کے شہروں کی جماعتیں اپنی عورتوں کو اچھی طرح اسلام سے واقف و آگاہ کر کے کوشش کریں۔ کہ وہ دوسری عورتوں سے مل کر ان کے

خیالات کی اصلاح

کریں۔ ورنہ اگر یہ رو زیادہ بڑھی۔ تو اس کا مقابلہ مشکل ہوگا۔ ابتداء میں جو کام آسانی سے ہو سکتا ہے۔ بعد میں بہت مشکل سے ہوتا ہے اسی طرح

دہریت کی رو

مردوں میں پھیل رہی ہے۔ اس کے متعلق تعلیم یافتہ لوگوں کو کوشش کرنی چاہیئے۔ میرا منشا ہے۔ کہ

ہستی باری تعالےٰ کے متعلق چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ

شائع کئے جائیں۔ اس لئے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ خصوصاً کالجوں کے طلباء کو۔ کہ اپنے اپنے ہاں اپنی انجمنیں بنا کر ایسے ٹریکٹ منگوا کر تقسیم کریں۔ اور اگر ہم پورے زور سے کام کریں۔ تو دہریت کا جوش تین چار ماہ میں ہی ٹھنڈا پڑ سکتا ہے۔ کیونکہ

خدا تعالیٰ کی ہستی

سے زیادہ نمایاں اور ثابت شدہ چیز اور کوئی نہیں۔ لوگوں کو صرف دھوکا لگ جاتا ہے۔ اور اگر چھ۔ سات ماہ تک بھی ہم اس رو کا مقابلہ کریں۔ تو اسے روک سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے جو دلائل ہمیں دئے ہیں ان کے

مقابلہ میں کون ٹھیر سکتا ہے۔ پس تعلیم یافتہ لوگ اور خصوصاً

کالجوں کے طلباء

اپنی اپنی جگہ پر تیار ہو کر اطلاع دیں۔ کہ وہ ایسے ٹریکٹوں کی اشاعت میں کہاں تک حصہ لے سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے۔ آٹھ صفحات کا ایک ٹریکٹ

۱۳-۱۴ ہزار روپیہ

تک چھپ سکیگا۔ اور لاہور میں مَیں سمجھتا ہوں۔ ڈیڑھ دو ہزار طلباء کالجوں میں ہونگے۔ گویا چوبیس ۲۴ پچیس ۲۵ روپیہ میں ماہوار ان میں ایک ٹریکٹ تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اور چھ سات ماہ میں ہی اس کا نمایاں اثر ظاہر ہو سکتا ہے۔ اسی طرح انگریزی میں بھی ایسے ٹریکٹ شایع کئے جائیں۔ تا مدراس۔ کلکتہ رنگون وغیرہ مقامات پر جہاں اردو نہیں سمجھی جاتی۔ انہیں تقسیم کیا جا سکے۔ اور اس طرح اگر خدا تعالےٰ چاہے۔ تو تھوڑے عرصہ میں ہی

طلباء کے اندر ایک تغیر عظیم

پیدا کیا جا سکتا ہے۔ جس سے وُہ اسلام کے لئے بہت مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ

ہمارے محدود ذرائع

کے باوجود اپنے

غیر محدود فضل

سے ہم سے زیادہ سے زیادہ کام لے۔ اور ہمیں اس مقصد میں کامیاب کرے۔ جس کے لئے ہم پیدا کئے گئے ہیں۔

حج پر جانیوالے اصحاب

معلوم ہوا ہے۔ کہ اس سال بھی کچھ احمدی دوست حج کو جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لیکن عازمانِ حج کا ایک دوسرے کو علم نہیں۔ تا وُہ اکٹھے روانہ ہو سکیں۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ اس سال جو احمدی احباب حج پر جانے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ وُہ بہت جلد اپنے نام و پتہ سے دفتر ہذا کو اطلاع دیں۔ تا ہر احمدی عازمِ حج کو ایک دوسرے کے نام سے اطلاع دی جا سکے۔ نیز یہ بھی اطلاع دیں۔ کہ کس تاریخ تک وہ بمبئی پہونچنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تا آپس میں خط و کتابت کر کے بمبئی سے روانگی کی ایک تاریخ مقرر کر سکیں۔

ناظر تعلیم و تربیت۔ قادیان

پیغام صلح کی ایک تازہ دروغگوئی

مولوی نذیر اسلام صاحب مولوی فاضل متعلم بی۔ اے کلاس اسلامیہ کالج پشاور کے متعلق پیغام صلح ۱۳ر جنوری ۱۹۳۱ء نے اپنے "جلسہ کی کامیابی" کا ثبوت پیش کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"قادیانی جماعت کے ایک مبلغ و مولوی فاضل اور بی۔ اے کے طالب علم نے اور ایک اور صاحب نے میاں صاحب کی بیعت فسخ کی۔ مولانا نذیر اسلام مولوی فاضل نے اپنی فسخ بیعت کے وجوہات پر ایک مختصر سی تقریر کی۔ کہ جس میں قادیانی فتنہ و فساد اور ان کے خلاف اسلام جہاد کی مذمت کرتے ہوئے اپنی بیزاری کا اعلان کیا۔"

اس پر میں نے مولوی صاحب کو خط لکھا جس میں بیان کیا کہ آپ نے ایسے لوگوں سے تعلق قائم کیا ہے۔ جنہوں نے آپ کے متعلق پہلی خبر شایع کرنے میں ہی جھوٹ سے کام لیا ہے۔ آپ قادیان کی طرف سے کبھی مبلغ نہیں رہے۔ مگر آپ کو سابق مبلغ جماعت قادیان بتایا گیا ہے۔ تا لوگوں پر یہ ظاہر کیا جائے۔ کہ جماعت قادیان کے مبلغ بھی پیغامیت کا طوق (معاذ اللہ) پہن رہے ہیں۔

اس پر مولوی صاحب نے ایک مفصل خط لکھا ہے۔ جس میں اس جھوٹ کے متعلق اور پیغامیوں کی اخلاقی اور روحانی حالت کے متعلق بھی اپنی رائے پیش کی ہے۔ مولوی صاحب موصوف اپنے خط مورخہ ۸ر جنوری ۱۹۳۱ء میں لکھتے ہیں:۔

"میں خود اس بات کا مقر ہوں۔ کہ میں ایک ناچیز ادنیٰ نالائق انسان ہُوں۔ میں نے کبھی بھی نہیں کہا۔ کہ میں قادیان والوں کا مبلغ اور بڑا آدمی ہوں۔ یہ لاہور والوں کی غلطی ہے"

یہ تو پیغامیوں کے جھوٹ کی قلعی انہوں نے کھولی ہے۔

اس کے علاوہ ان کے متعلق اپنی چشم دید عینی شہادت پیش کرتے ہُوئے لکھتے ہیں۔ "میں نے قطعاً کوئی بات سلسلہ کے متعلق اخلاق سے گری ہوئی نہیں کی۔ میں صرف لاہور تحقیق کے لئے گیا تھا۔ . . . . . چنانچہ میں نے ان کے حالات کو پسند نہیں کیا۔ وُہ لوگ بالکل گر رہے ہیں۔ اس لئے میں نے مولوی محمد علی صاحب کو لکھا۔ کہ میں ان کی جماعت کا ممبر نہیں۔ اور اس کی میں نے متعدد وجوہات لکھیں۔"

یہ اس شخص کا بیان ہے۔ جس کا نام لکھ کر اور جسے جماعت قادیان کا مبلغ بتا کر پیغام نے اپنے جلسہ کی کامیابی کے ثبوت میں پیش کیا تھا۔ اور اس سے ظاہر ہے۔ کہ پیغام صلح نے بات بات میں دروغگوئی اور غلط بیانی کو اپنا فرض قرار دے لیا ہے۔ جن لوگوں کی حالت اس درجہ گر چکی ہو۔ اور جو اس طرح جھوٹ کی نمائش کر رہے ہوں۔ انکی اخلاقی اور مذہبی حالت کا باسانی اندازہ ہو سکتا ہے۔ (خاکسار عبد الاحد مولوی فاضل قادیان)

پیغام صلح کی ایک اور غلط بیانی

آج پیغام صلح کا ایک پرچہ میں نے ایک شخص کے ہاتھ میں دیکھا جس میں میرا ذکر تھا۔ تعجب حیرت اور افسوس ہے۔ کہ میں نہ تو لاہور والوں کے جلسہ میں گیا۔ اور نہ جلسہ کے بعد انکی کسی مجلس میں گیا۔ مگر یہ روایت از خود گھڑ کر خواہ مخواہ جھوٹ کے طور پر میری طرف منسوب کر دی گئی۔ کہ میں نے کہا۔ کہ جلسہ سالانہ قادیان پر حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر کے موقعہ پر

"لوگوں کے اعضاء سردی کے مارے اکڑ گئے۔ پچاس فیصدی کو نزلہ اور زکام کا عارضہ ہو گیا۔ اور درجن بھر نمونیا سے بیٹھ گئے۔"

میں اس کے سوا اور کیا کہوں۔ کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ بہت مدت کے بعد ایک دن میاں عبد الحق دوبارھی اور میاں عصمت اللہ مجھے راستہ میں اکبری دروازہ کے نزدیک ملے تھے۔ پہلے تو طنزاً دونو بولے۔ کہ کیا حج کر آئے ہو۔ پھر دریافت کیا۔ قادیان کا سالانہ جلسہ کیسا ہوا۔ میں نے کہا۔ بہت ہی عالیشان جلسہ ہوا ہے۔ اور باوجود اس قدر سردی کے پھر بھی لوگوں کا ہجوم اس قدر تھا۔ کہ قریب بیس ہزار کے آدمی تھے۔ اور تمام جماعت نے اس قدر شوق سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر سنی۔ کہ رات کے آٹھ بجے تک ہمہ تن شوق بنکر سنتے رہے۔ اس کے سوا میں نے کچھ نہ کہا۔ البتہ یہ بات ضرور کہی تھی۔ کہ آپ کے اخبار پیغام صلح ۳۰ر ستمبر ۱۹۳۰ء میں اس قدر فحش جھوٹ لکھا گیا ہے۔ کہ جو سو فیصدی جھوٹ ہے۔ اور یہ مظفر بیگ کا لکھا ہوا ہے۔ جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے خود یہ اخبار پڑھکر سنایا تھا۔ میں نے انکو ملامت بھی بہت کی۔ کہ مسائل میں اختلاف دوسری شے ہے۔ مگر آدمی اس قدر تو شرافت سے نہ گر جائے۔ کہ ایسی جھوٹی بات اخبار میں شایع کی جائے۔ جس سے خود جھوٹ شرما جائے۔ اس گفتگو کو چھوڑ کر ایڈیٹر پیغام صلح نے اس قدر جھوٹ میری طرف "بروایت مرہم عیسےٰ" لکھکر منسوب کر دیا ہے۔ کہ مجھے خود جس سے حیرت افسوس اور تعجب ہوا۔ میرا ان سے نہ واسطہ نہ تعلق خواہ مخواہ مجھکو بیچ میں لے آئے۔ میں تو خود اسی لئے روایتوں سے بیزار ہُوں۔ کہ دشمن راوی سو فیصدی جھوٹ بولا کرتے ہیں۔ اگر ایڈیٹر پیغام کو سچ سے کچھ بھی تعلق ہوتا۔ تو میری وُہ بات جو میں نے مظفر بیگ کی سو فیصدی جھوٹ کی بیان کی تھی۔ اس کے متعلق "بروایت مرہم عیسےٰ" لکھتا۔ ایڈیٹر پیغام کے متعلق مجھے پہلے ہی معلوم ہے کہ وہ سچ کبھی نہیں بولا کرتا۔ اب جبکہ اس نے یہ جھوٹ میری طرف منسوب کر دیا۔ تو میں اس کا علاج ہی کیا کر سکتا ہوں۔

خاکسار حکیم محمد حسین مرہم عیسےٰ لاہور

حضرت مسیح موعودؑ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کس نئے رنگ میں پیش کی

جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا لیکچر جو اُنہوں نے جلسہ سالانہ ۱۹۳۰ء پر دیا

رسُول کریمؐ کی شان بلحاظ آپکی بعثت ثانی کے

آج تک کے مسلمانوں میں سے کسی نے بھی یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان کے متعلق نہیں بیان کی۔ اور نہ ہی اس حقیقت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے کوئی شخص واقف اور شناسا ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بعثتیں ہیں۔ تمام دُنیائے اسلام میں صرف آپ ہی کا ایک وجود ہے۔ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کا اظہار آپؐ کی دو بعثتوں کی حیثیت میں کیا۔ چنانچہ آپ تحفہ گولڑویہ ایڈیشن اول کے صفحہ ۹۴- پر تحریر فرماتے ہیں:-

"ہر ایک نبی کا ایک بعث ہے۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔ اور اس پر نص قطعی آیت کریمہ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم ہے"۔

پھر فرماتے ہیں۔ کہ:-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔ یا بہ تبدیل الفاظ یُوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ ایک بروزی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ آنا دُنیا میں وعدہ دیا گیا تھا۔ جو مسیح موعود۔ اور مہدی معہود کے ظہور سے پُورا ہُوا"۔

پھر تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۹۶- پر فرماتے ہیں:-

"جیسا کہ مومن کے لئے دُوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے۔ ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان لانا فرض ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو بعث ہیں"۔

پھر صفحہ ۹۹ پر فرماتے ہیں:-

"غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دو بعث مقدر تھے۔ (۱) ایک بعث تکمیل ہدایت کے لئے۔ (۲) دوسرا بعث تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے"۔

پھر صفحہ ۱۰۰ پر فرماتے ہیں:-

"اس تقسیم کو خُوب یاد رکھو۔ کہ خدا تعالےٰ قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو منصب قائم کرتا ہے (۱) ایک کامل کتاب کو پیش کرنے والا۔ جیسا کہ فرمایا۔ صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ (۲) دوسری تمام دُنیا میں کتاب کی اشاعت کرنے والا۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ لیظھرہ علی الدین کلہ"۔

پھر صفحہ ۱۰۱ پر فرماتے ہیں:-

"چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دُوسرا فرض منصبی جو تکمیل اشاعت ہدایت ہے۔ آنحضرتؐ کے زمانہ میں بوجہ عدم وسائل اشاعت غیر ممکن تھا۔ اس لئے قرآن شریف کی آیت واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد ثانی کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اس وعدہ کی ضرورت اسی وجہ سے پیدا ہوئی۔ کہ تا دوسرا فرض منصبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یعنی تکمیل اشاعت ہدایت دین جو آپ کے ہاتھ سے پُورا ہونا چاہئے تھا۔ اس وقت بباعث عدم وسائل پُورا نہیں ہُوا۔ سو اس فرض کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آمد ثانی سے جو بروزی رنگ میں تھی۔ ایسے زمانہ میں پُورا کیا۔ جبکہ زمین کی تمام قوموں تک اسلام پہونچانے کے لئے وسائل پیدا ہو گئے تھے"۔

تعجب ہے۔ کہ عیسائیوں اور مسلمانوں نے تو اپنے غلط اعتقاد کی بناء پر حضرت مسیح اسرائیلی کے لئے دو بعثتیں قرار دی ہوئی تھیں۔ جن کا قرآن و حدیث سے کہیں بھی ثبوت نہیں ملتا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بعثتیں قرآن کریم کی نصُوص صریحہ سے دکھا دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۹۴ پر فرماتے ہیں:-

"یہ عجیب بات ہے۔ کہ نادان مولوی جن کے ہاتھ میں صرف پوست ہی پوست ہے۔ حضرت مسیحؑ کے دوبارہ آنے کی انتظار کر رہے ہیں۔ مگر قرآن شریف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوبارہ آنے کی بشارت دیتا ہے۔ کیونکہ افاضہ بغیر بعث غیر ممکن ہے۔ اور بعث بغیر زندگی کے غیر ممکن ہے۔ اور حاصل اس آیت کریمہ یعنی واٰخرین منھم کا یہی ہے۔ کہ دنیا میں زندہ رسول ایک ہی ہے۔ یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہزار ششم میں بھی مبعوث ہو کر ایسا ہی افاضہ کرے گا۔ جیسا کہ وُہ ہزار پنجم میں افاضہ کرتا تھا"۔

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ شان جو بعثت ثانی کی حیثیت میں پیش کی گئی۔ اس سے کون مسلمان واقف تھا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بلحاظ بعث ثانی صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے اور بیان فرمانے پر ہی ظاہر ہوئی۔ الحمد للہ علےٰ ذالک ثم کذالک۔

رسُول کریمؐ کی شان بلحاظ آپکی تعلیم کے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بلحاظ تعلیم کے پیش کی ہے۔ وُہ اس قدر وسیع دائرہ رکھتی ہے اور جس کی مثالیں اور نمونے اس کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ کہ جن کا اس قلیل وقت میں عشر عشیر بھی بیان نہیں کیا جا سکتا لیکن تاہم بطور مثال چند پہلوؤں کو لے کر اس کا نمونہ دکھایا جاتا ہے۔ اسی نمونہ کی ایک کامل مثال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وُہ تقریر اور وُہ جامع اور بے نظیر مضمون ہے۔ جو جلسہ اعظم مذاہب پر پڑھا گیا۔

پہلی بات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چشمہ معرفت کے آخری حصہ میں جو مضمون آریوں کے جلسے کے لئے تحریر فرمایا۔ اس کے صفحہ ۳۹ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"قرآن شریف کی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں میں سے اس کی تعلیم بھی ہے۔ کیونکہ وہ انسانی فطرت اور انسانی مصالح کے سراسر مطابق ہے۔ مثلاً توریت کی یہ تعلیم ہے۔ کہ دانت کے بدلے دانت اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔ اور انجیل یہ کہتی ہے۔ کہ بدی کا ہرگز مقابلہ نہ کر۔ بلکہ اگر کوئی تیری دائیں گال پر طمانچہ مارے تو دوسری بھی پھیر دے۔ مگر قرآن شریف کہتا ہے۔ کہ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفا و اصلح فاجرہ علی اللہ یعنی بدی کا بدلہ اسی قدر بدی ہے۔ لیکن جو شخص اپنے قصوروار کو گنہ بخشے اور اس گنہ کے بخشنے میں وہ شخص جس نے گنہ کیا ہے۔ اصلاح پذیر ہو سکے۔ اور آیندہ اپنی بدی سے باز آ سکے۔ تو معاف کرنا بدلہ لینے سے بہتر ہو گا۔ ورنہ سزا دینا بہتر ہو گا۔ کیونکہ طبائع مختلف ہیں۔ بعض ایسی ہیں کہ گناہ معاف کرنے سے پھر اس گناہ کا نام نہیں لیتے۔ اور باز آجاتے ہیں۔ ہاں بعض ایسے بھی ہیں۔ کہ قید سے بھی رہائی پاکر پھر وہی گناہ کرتے ہیں۔ سو چونکہ انسانوں کی طبعیتیں مختلف ہیں۔ اس لئے یہی تعلیم ان کے مناسب حال ہے۔ جو قرآن شریف نے پیش کی ہے اور انجیل اور توریت کی تعلیم ہرگز کامل نہیں ہے۔ بلکہ وہ تعلیم انسانی درخت کی شاخوں میں سے صرف ایک شاخ سے تعلق رکھتی ہے۔ اور

وُہ دونوں تعلیمیں اس قانون کے مشابہ ہیں - جو مختص القوم یا مختص المقام ہو۔ مگر قرآنی تعلیم تمام طبائع انسانیہ کا لحاظ رکھتی ہے"

علاوہ اس کے آپ نے قرآن کی تعلیم کے متعلق ایک عجیب اور نئی شان یہ پیش کی۔ کہ قرآن جس امر کو پیش کرتا ہے - اس کو بطور دعوے کے بھی خود پیش کرتا ہے ۔ اور اس کے دلائل بھی اثبات دعوے کے لئے آپ ہی پیش کرتا ہے۔ چنانچہ آپ نے قرآن کریم کی فتح عظیم کا نشان اور زبردست معجزہ عبداللہ آتھم کے مقابلہ میں اسی حیثیت کو لے کر پیش کیا۔ جسے سُنتے ہی عیسائیوں کی جماعت مُردہ سی ہو گئی۔ کیونکہ وُہ انجیل کو اس پیمانہ پر پیش کرنے سے عاجز رہ گئے۔ تفصیل کے لئے جنگ مقدس نام کتاب میں یہ مباحثہ اور اس کی روئداد موجود ہے۔ جو چاہے۔ اسے دیکھ سکتا ہے ؛

دُوسری بات

اس کے بعد دوسری بات یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فنا۔ بقا۔ لقا ہر سہ مدارج روحانیہ کی تعلیم قرآن کریم سے پیش کی ہے۔ جس کا ذکر آئینہ کمالات اسلام اور اسلامی اصول کی فلاسفی یعنی تقریر جلسہ اعظم وغیرہ میں ہے۔ نمونہ کے طور پر آئینہ کمالات اسلام کا صفحہ ۶۳ - پیش کیا جاتا ہے جہاں آپ فرماتے ہیں :-

"اس جگہ یہ نکتہ بھی یاد رہے۔ کہ آیت موصوفہ بالا یعنی بلیٰ من اسلم وجھہ للّٰہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون - سعادت تامہ کے تینوں ضروری درجوں یعنی فنا اور بقا اور لقا کی طرف اشارہ کرتی ہے کیونکہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔ اسلم وجھہ للّٰہ کا فقرہ یہ تعلیم کر رہا ہے۔ کہ تمام قوے اور اعضاء اور جو کچھ اپنا ہے۔ خدا تعالےٰ کو سونپ دینا چاہیئے۔ اور اس کی راہ میں وقف کر دینا چاہیئے۔ اور یہ وہی کیفیت ہے۔ جس کا نام دوسرے لفظوں میں فنا ہے۔ وجہ یہ کہ جب انسان نے حسب مفہوم اس آیت ممدوحہ کے اپنا تمام وجود معہ اس کی تمام قوتوں کے خدا تعالےٰ کو سونپ دیا۔ اور اس کی راہ میں وقف کر دیا۔ اور اپنی نفسانی جنبشوں اور سکونوں سے بکلی باز آگیا۔ تو بلاشبہ ایک قسم کی موت اس پر طاری ہو گئی۔ اور اسی موت کو اہلِ تصوف فناء کے نام سے موسوم کرتے ہیں ؛

پھر بعد اس کے وھو محسن کا فقرہ مرتبۂ بقاء کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ جب انسان بعد فنائے اکمل و اتم وسلب جذبات نفسانی الٰہی جذبہ اور تحریک سے پھر جنبش میں آیا۔ اور بعد منقطع ہو جانے تمام نفسانی حرکات کے پھر ربانی تحریکوں سے پُر ہو کر حرکت کرنے لگا۔ تو وُہ یہ حیات ثانی ہے۔ جس کا نام بقاء رکھنا چاہیئے ؛

پھر بعد اس کے یہ فقرات فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ جو اثبات و ایجابِ اجر و نفی و سلبِ خوف و حزن پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ حالت لقاء کی طرف اشارہ کرتی ہے کیونکہ جس وقت انسان کے عرفان اور یقین اور توکل اور محبت میں ایسا مرتبۂ عالیہ پیدا ہو جائے۔ کہ اس کے خلوص اور ایمان اور وفا کا اجر اس کی نظر میں وہمی اور خیالی اور ظنی نہ رہے۔ بلکہ ایسا یقینی اور قطعی اور مشہود اور مرئی اور محسوس ہو۔ کہ گویا وُہ اس کو مل چکا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے وجود پر ایسا یقین ہو جائے۔ کہ گویا وُہ اس کو دیکھ رہا ہے۔ اور ہر ایک آئندہ کا خوف اس کی نظر سے اُٹھ جائے ۔ اور ہر ایک گذشتہ اور موجودہ غم کا نام و نشان نہ رہے اور ہر ایک روحانی تنعم موجود الوقت نظر آئے۔ تو یہی حالت جو ہر ایک قبض اور کدورت سے پاک اور ہر ایک دغدغہ اور شک سے محفوظ اور ہر ایک درد انتظار سے منزہ ہے۔ لقاء کے نام سے موسُوم ہے "

آیت موصوفہ سے مدارج ثلاثہ روحانیہ کی جو تعلیم پیش کی گئی ہے۔ یہ بالکل نرالی شان کی ہے ؛

تیسری بات

تیسری بات یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورۂ مؤمنون کے ابتدائی رکوع سے قرآن کریم کی تعلیم کے متعلق ایک علمی معجزہ پیش کیا ہے۔ کہ پہلے روحانی مدارجِ ستہ یعنی چھ درجوں کا ذکر کیا گیا ہے - جو یہ ہیں۔

(۱) صلوٰۃ بالخشوع یعنی خشوع اور عاجزی کے ساتھ نماز اور عبادت الٰہی کا ادا کرنا (۲) اعراض عن اللغو۔ یعنی لغو باتوں سے بچنا (۳) ادائیگی زکوٰۃ (۴) حفظ فروج یعنی شرمگاہوں کی حفاظت (۵) عہد اور امانات کی نگہداشت (۶) نمازوں پر مواظبت اور مداومت

ان روحانی مدارجِ ستہ کے بالمقابل جسمانی ترقیات کے مراتبِ ستہ کا ذکر کیا ہے۔ جو یہ ہیں :-

(۱) نطفہ (۲) علقہ (۳) مضغہ (۴) عظام یعنی ہڈیاں۔ (۵) لحم یعنی گوشت (۶) رُوح کی پیدائش اور جنبش ؛

ان رُوحانی و جسمانی مراتب کے باہمی تقابل اور تناسب کے بیان کرنے کے بعد جو اپنے اندر عجائبات اور اعجازی کمالات کا نمونہ رکھتا ہے۔ اور جو براہین حصہ پنجم کے صفحہ ۳۱ سے لے کر صفحہ ۴۸ تک تفسیری رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ آپ اس کی نسبت صفحہ ۶۸ اور صفحہ ۹۹ - پر تحریر فرماتے ہیں :-

" اب ہم اس تقریر کے بعد کہتے ہیں۔ کہ یہ جو اللہ تعالےٰ نے مومن کے وجود روحانی کے مراتبِ ستہ بیان کر کے ان کے مقابل پر وجُود جسمانی کے مراتب ستہ دکھلائے ہیں۔ یہ ایک علمی معجزہ ہے اور جس قدر کتابیں دنیا میں کتب سماوی کہلاتی ہیں۔ یا جن حکیموں نے نفس اور الٰہیات کے بارے میں تحریریں کی ہیں۔ اور یا جن لوگوں نے صوفیوں کے طرز پر معارف کی باتیں لکھی ہیں۔ کسی کا ذہن ان میں سے اسبات کی طرف سبقت نہیں لے گیا۔ کہ یہ [illegible] جسمانی اور روحانی وجود کا دکھلانا

اگر کوئی شخص میرے اس دعوے سے منکر ہو۔ اور اس کا گمان ہو۔ کہ یہ مقابلہ روحانی اور جسمانی کسی اَور نے بھی دکھلایا ہے۔ تو اس پر واجب ہے کہ اس علمی معجزہ کی نظیر کسی اور کتاب میں سے پیش کر کے دکھلائے اور میں نے تو توراۃ اور انجیل اور ہندوؤں کے وید کو بھی دیکھا ہے مگر میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اس قسم کا علمی معجزہ میں نے بجز قرآن شریف کے کسی اور کتاب میں نہ پایا۔ اور صرف اسی معجزہ پر حصر نہیں بلکہ تمام قرآن شریف ایسے ہی علمی معجزات سے پُر ہے۔ . . . .

پھر جب ہم ایک طرف ایسے ایسے معجزات قرآن شریف میں پاتے ہیں۔ اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمیّت کو دیکھتے ہیں۔ اور اس بات کو اپنے تصوّر میں لاتے ہیں۔ کہ آپ نے ایک حرف بھی کسی استاد سے نہیں پڑھا تھا۔ اور نہ آپ نے طبعی اور فلسفہ سے کچھ حاصل کیا تھا۔ بلکہ آپ ایک ایسی قوم میں پیدا ہوئے تھے۔ کہ جو سب کی سب امّی اور ناخواندہ تھی۔ اور ایک وحشیانہ زندگی رکھتی تھی۔ اور باایں ہمہ آپ نے والدین کی تربیت کا زمانہ بھی نہیں پایا تھا۔ تو ان سب باتوں کو مجموعی نظر کے ساتھ دیکھنے سے قرآن شریف کو منجانب اللہ ہونے پر ایک ایسی چمکتی ہُوئی بصیرت ہمیں ملتی ہے۔ اور اس کا علمی معجزہ ایسے یقین کے ساتھ ہمارے دل میں بھر جاتا ہے۔ کہ گویا ہم اس کو دیکھ کر خدا تعالےٰ کو دیکھ لیتے ہیں "

اب بتاؤ۔ یہ اعجازی نمونہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو نئے رنگ میں نہیں دکھاتا

چوتھی بات

چوتھی بات یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کے بے نظیر ہونے کے متعلق جسقدر پہلو قرآن کریم کے الفاظ سے پیش کئے ہیں۔ اس کی نظیر کسی اور جگہ نہیں ملتی۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب کرامات الصادقین کے ص۸ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"بعض نادان ملّا اخزاھم اللّٰہ کہا کرتے ہیں۔ کہ یہ بے نظیری صرف بلاغت کے متعلق ہے۔ لیکن ایسے لوگ سخت جاہل اور دلوں کے اندھے ہیں۔ اس میں کیا کلام ہے۔ کہ قرآن کریم اپنی بلاغت اور فصاحت کی رو سے بھی بے نظیر ہے۔ لیکن قرآن کریم کا یہ منشا نہیں ہے۔ کہ اس کی بے نظیری صرف اسی وجہ سے ہے۔ بلکہ اس پاک کلام کا یہ منشا ہے۔ کہ جن جن صفات سے وُہ متصف کیا گیا ہے۔ ان تمام صفات کے رُو سے وُہ بے نظیر ہے۔ مگر یہ حاجت نہیں۔ کہ وُہ تمام صفات جمع ہو کر بے نظیری پیدا ہو۔ بلکہ ہر ایک صفت جداگانہ بے نظیری کی حد تک پہونچی ہوئی ہے۔ اب ضروری ہے کہ قرآن کریم کی وُہ صفات کاملہ جو اس پاک کلام میں مندرج ہیں۔ جن کی رو سے قرآن کریم بے نظیر کہلاتا ہے۔ بطور نمونہ کسی قدر ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔ اور وُہ یہ ہیں ":-

اس کے آگے آپ نے چالیس صفات کا ذکر قرآنی الفاظ میں سے پیش کیا ہے جیسے الر تلک اٰیات الکتٰب الحکیم یھدی الی الحق - ان ھو الا ذکر للعالمین - لا یمسّہ الا المطھرون - اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء وما ھو علی الغیب بضنین وغیرہ وغیرہ ؛

پانچویں بات

پانچویں بات یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دور آدم کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک قرآن کریم سے پیش کیا ہے۔ چنانچہ آپ تحفہ گولڑویہ کے صـ۹۳ و ۹۴ اور ۹۵ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"اگرچہ قرآن شریف کے ظاہر الفاظ میں عمر دنیا کی نسبت کچھ ذکر نہیں۔ لیکن قرآن میں بہت سے ایسے اشارات بھرے پڑے ہیں جن سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ عمر دنیا یعنی دور آدم کا زمانہ سات ہزار سال ہے۔ چنانچہ منجملہ ان اشارات قرآنی کے ایک یہ بھی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے مجھے ایک کشف کے ذریعہ سے اطلاع دی ہے۔ کہ سورہ العصر کے اعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت آدم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عصر تک جو عہد نبوت ہے۔ یعنی تیئیس برس کا تمام و کمال زمانہ یہ کل مدت گذشتہ زمانہ کے ساتھ ملا کر ۴۷۳۹ برس ابتدائے دُنیا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روز وفات تک قمری حساب سے ہیں۔ . . . . اس سے ظاہر ہوا۔ کہ قرآنی حساب میں جو سورہ العصر کے اعداد سے معلوم ہوتا ہے اور عیسائیوں کی بائیبل کے حساب میں جس کے رُو سے بائیبل کے حاشیہ پر جابجا تاریخیں لکھتے ہیں۔ صرف اڑتیس (۳۸) برس کا فرق ہے۔ [illegible] قرآن شریف کے علمی معجزہ [illegible] ایک علمی معجزہ ہے۔ جس پر تمام افراد امت محمدیہ میں سے خاص مجھ کو جو میں مہدی آخر الزمان ہوں۔ اطلاع دی گئی ہے۔ تا قرآن کا یہ علمی معجزہ اور نیز اس سے اپنے دعوےٰ کا ثبوت لوگوں پر ظاہر کروں۔"

چھٹی بات

چھٹی بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے یہ پیش فرمائی ہے۔ کہ سورہ الطارق کی آیت والسماءِ ذات الرجع والارض ذات الصدع انہٗ لقول فصل و ماھو بالھزل سے ایک عجیب اعجازی رنگ کی تفسیر کے ساتھ آسمان کو مجموعہ مؤثرات اور زمین کو مجموعہ متاثرات ثابت کیا ہے۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام کے عربی تبلیغ کے حصہ صـ۲۲۴ پر آیت والسماءِ ذات الرجع و الارض ذات الصدع الخ کے متعلق فرماتے ہیں:۔ "فاعلموا ایھا الاعزۃ ان ھٰذہ الایۃ بحر مواج من تلک الاسرار وما احاطۃ فکر من الافکار وما مسته مدرکۃ الوری وفھمنی ربی اسرار ھذہ الایۃ و اختصنی بھا۔ یعنی میرے عزیزوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ آیت اسرار کے لحاظ سے ایک موجزن سمندر ہے۔ جسے نہ کوئی فکر احاطہ کر سکا۔ اور نہ ہی کسی کی قوت مدرکہ اس تک رسائی حاصل کر سکی۔ اور مجھے میرے خدا نے اس آیت کے اسرار کا فہم عطا فرمایا۔ اور ان اسرار کی فہمید میں مجھے مختص کیا۔ چنانچہ اس آیت کی تفسیر عربی زبان میں چار صفحات میں پیش کی گئی

ساتویں بات

ساتویں بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے آیت ان النفس لامارۃ بالسوءِ الخ اور آیت فلا اقسم باللوامۃ الخ اور آیت یا ایتھا النفس المطمئنۃ الخ سے نفس امارہ، نفس لوامہ۔ نفس مطمئنہ سے طبعی۔ اخلاقی۔ رُوحانی تین حالتوں کے متعلق قرآن کریم کی ایسی تعلیم پیش کی۔ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ چنانچہ تقریر جلسہ اعظم مذاہب میں اس کی تشریح کامل طور پر مذکور ہے۔ جسے ایک دُنیا سُنکر عش عش کر اُٹھی۔ اور بے حد محظوظ ہوئی۔

آٹھویں بات

آٹھویں بات یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے صوفیۂ وحدت وجود کا عقیدہ کہ خلق الاشیاءَ وھو عینھا کو قرآن کریم کی تعلیم کے رُو سے غلط قرار دیکر خلق الاشیاءَ وھو کعینھا کو صحیح قرار دیا۔ اور آیت انہ صرح ممرد من قواریر اور آیت فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی کے رو سے بتایا۔ کہ انسان کی پیدائش کی غرض حسب آیت ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون کے رُو سے خدا تعالےٰ کی عبادت اور اس کا عبد بننا ہے۔ اور اخیر میں بھی جب انسان تمام رُوحانی مدارج طے کر لیتا ہے۔ تو اُسے یہی حکم ہوتا ہے۔ کہ فادخلی فی عبادی۔ یعنی تو خدا کے بندوں میں داخل ہو جا۔ نہ یہ کہ تو خدا ہو جا۔ اس لئے کوئی انسان عبودیت کے دائرہ سے باہر نہیں نکل سکتا۔ اور نہ ہی خدا بن سکتا ہے۔

پھر اشیاءِ کائنات کا بھی خدا عین نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ جہان خدا تعالےٰ کے افعال کا اثر ہے۔ اور جہان کا منظر حضرت سلیمان کے شیش محل کی مثال میں پیش کیا۔ جو ملکہ سبا بلقیس نام سورج پرست کے لئے بنایا گیا۔ تا وہ شرک کی غلطی پر متنبہ ہو کر خدا کی توحید کا مسئلہ سمجھ لے۔ پھر بلقیس نے جب شیشوں کو جو پانی کے اوپر نصب تھے۔ پانی سمجھکر پنڈلی سے کپڑا اُٹھایا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السّلام سمجھ گئے۔ کہ اس نے شیشوں کو پانی سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ حالانکہ پانی شیشوں کے نیچے ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ انہ صرح ممرد من قواریر کہ یہ تو شیشے نصب شدہ ہیں۔ پانی تو نیچے ہے۔ تب وُہ جھٹ سمجھ گئی۔ اور فوراً بولی۔ رب انی ظلمت نفسی و اسلمت مع سلیمان للہ رب العالمین۔ کہ م[illegible] سورج کو جو شیشہ کی طرح تھا۔ خدا سمجھنے [illegible] سی کھائی۔ اور خدا کے ساتھ اسے شریک ٹھیرا کر بحکم ان الشرک لظلم عظیم شرک کرنے سے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ اب سلیمان کی معیت میں اللہ واحد لاشریک کے لئے فرمانبردار ہوتی ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اپنی کتاب توضیح مرام اور تقریر جلسہ اعظم مذاہب اور تقریر بر مسئلہ وحدت وجود میں اس بات پر بخوبی روشنی ڈالی ہے۔ کہ جہان کا وجود معہ اجرام سماویہ و ارضیہ کے نصب شدہ آئینوں کی طرح ہے۔ اور الوہیت کی طاقت پانی کی طرح ان شیشوں کے نیچے کام کرتی نظر آتی ہے۔ اب جہان اور اشیاءِ عالم کا خدا کو عین قرار دینا یہ وحدت وجود کے قائلین کی غلطی ہے۔ اور صحیح بات یہ ہے۔ کہ خدا اور چیز ہے۔ اور جہان اور چیز ہے۔ آپ فرماتے ہیں ؎

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدأ الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

موضع کروالیاں میں کامیاب مناظرہ

۳۱ دسمبر ۳۰ء و یکم جنوری ۳۱ء دو یوم موضع کروالیاں (متصل دھرم کوٹ بگہ) میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کا مناظرہ ہوا۔ ہماری طرف سے مولوی اللہ دتا صاحب مولوی محمد یار صاحب اور مولوی عبد الغفور صاحب مناظر تھے۔ اور غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی نور حسین صاحب مولوی محمد امین صاحب، اور مولوی عبد الرحیم صاحب۔ مناظرہ تین مضامین پر تھا۔ (۱) ختم نبوت (۲) صداقت مسیح موعود (۳) حیات و ممات حضرت مسیح علیہ السلام۔ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے احمدی مناظروں کو تینوں مضامین کے بیان کرنے اور اُن کے جواب دینے میں بڑی شان دار فتح حاصل ہوئی۔ ایک موقعہ پر غیر احمدیوں کے مناظر مولوی محمد امین صاحب نے ایک حدیث لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے پڑھکر سنائی۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُترینگے۔ اور ساتھ ہی بیان کیا۔ یہ حدیث بخاری شریف کی ہے۔ اس کے متعلق کہا گیا۔ کہ اگر یہ حدیث بخاری شریف سے ثابت کردیں۔ تو بیس۲۰ روپیہ انعام کے دیئے جائینگے۔ مولوی محمد امین صاحب نے کہا۔ لاؤ حدیث کی کتاب۔ حدیث نکالکر دکھلائیں اور ساتھ ہی بیس۲۰ روپیہ بھی بھیجدیں۔ اس پر عـ۲۰ روپیہ اور بخاری شریف اس شخص کے ہاتھ میں دیدی گئی۔ جو غیر احمدیوں کی طرف سے مناظرہ کا بانی تھا۔ اور غیر احمدیوں کا امام مسجد بھی۔ اس نے تین چار دفعہ اپنے مناظر مولوی محمد امین صاحب سے کہا۔ کہ اگر یہ حدیث بخاری میں ہے۔ تو نکالدیں۔ اور مبلغ عـ۲۰ روپیہ انعام لے لیں۔ مگر وہ تیار نہ ہوئے۔ اور آخر کار بخاری شریف اور بیس۲۰ روپے احمدیوں کو واپس کر دیئے۔

(خاکسار عبد الغنی)

مولوی محمد علی صاحب کی برادرانِ اسلام سے اپیل میں مغالطہ دہی

پچھلے دنوں مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین نے جب "برادرانِ اسلام سے اپیل" کی اور اس امر پر زور دیا۔ کہ ہم اشاعت اسلام کرتے ہیں۔ اس لئے ہمارے ساتھ دوسرے مسلمانوں کو بھی ملنا چاہئے۔ تو اس کے ساتھ ہی جناب مولوی صاحب یہ لکھے بغیر نہ رہ سکے۔ کہ "جماعت احمدیہ لاہور کی بنیاد ہی اس اصول پر ہے۔ کہ مسلمانوں کی تکفیر کے خیال کو دُنیا سے مٹا دیا جائے۔ اور وُہ ایک دوسرے کے اختلافات کی برداشت ہی نہیں عزت کرنا سیکھیں"۔ حالانکہ مولوی صاحب جانتے ہیں۔ کہ تمام مسلمان یہ امر تسلیم کرتے ہیں۔ کہ آنے والے امام مہدی اور مسیح موعودؑ کا منکر کافر ہوگا! یہ علیحدہ امر ہے۔ کہ جماعت احمدیہ یہ یقین رکھتی ہے۔ کہ وُہ آنے والا آچکا۔ اور دوسرے مسلمانوں کا خیال ہے۔ کہ وُہ ابھی آنے والا ہے۔ بہر حال اس کے نہ ماننے سے کافر ہو جانے میں ہر دو فریق کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ لیکن پیغامی گروہ کا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو ماننے کا دعوےٰ کرکے پھر ایک ایسی بات کا ادعا کرنا۔ جو مسلمہ عقیدہ کے خلاف ہے۔ ان کے ایمان اور صلح کن ہونے کی حقیقت کو اچھی طرح آشکارا کرتا ہے۔ ان لوگوں کے لا الیٰ ھٰؤلاء ولا الیٰ ھٰؤلاء ہونے کی وجہ سے وہی لوگ جنکی رضاجوئی کیلئے انہوں نے یہ ڈھنگ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ان کی دورنگی چال کو بزدلی اور مطلب پرستی قرار دے کر ان سے حقارت و نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ چنانچہ قاضی فضل احمد لدھیانوی مخزن رحمت صلہ پر لکھتا ہے۔

"لاہوری پارٹی قادیانی پارٹی سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ قادیانی پارٹی علی الاعلان مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ السّلام) کو نبی اور رسُول مہدی اور کرشن اوتار بڑے زور سے کہہ رہی ہے جس سے مسلمانوں کو دھوکا نہیں ہوسکتا۔ لیکن لاہوری پارٹی مسلمانوں کو یہ چکمہ دے رہی ہے۔ کہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے۔ حالانکہ مدت تک نبی اور رسُول مانتے رہے ہیں"۔

پھر اسی "اپیل" میں مولوی محمد علی صاحب تحریر فرماتے ہیں:
"بعض دلوں میں اب تک یہ خیال جاگزین ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے دعوےٰ نبوت کیا۔ اور اس وجہ سے وُہ جماعت احمدیہ میں شامل ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ اس بات کا بار بار اعلان ہوچکا ہے۔ کہ یہ خیال غلط ہے"۔

مولوی صاحب کی یہ تحریر مشہور مثل "چور کی داڑھی میں تنکا" کے مطابق جہاں ان کی دلی کیفیت و گھبراہٹ کو ظاہر کرتی ہے وہاں اس امر کی بھی تصدیق کرتی ہے۔ کہ پیغامیوں کی دورنگیوں کا علم اب زمانہ کو ہوچکا ہے۔ کیونکہ اگر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے دعوےٰ نبوت نہیں کیا۔ تو مولوی صاحب نے کیوں گھبرا کر اس کی تردید شروع کر دی ہے۔ اور خود اقرار کیا ہے۔ کہ "بعض دلوں میں اب تک یہ خیال جاگزین ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے دعوےٰ نبوت کیا"۔ اس کے ساتھ ہی مولوی صاحب کیا سادگی سے فرماتے ہیں۔ "اس بات کا بار بار اعلان ہوچکا ہے۔ کہ یہ خیال غلط ہے"۔ مگر آپ کے اعلان کو (خواہ وُہ بار بار ہی ہو) خود مدعی کی تصریحات کے مقابلہ میں کون پوچھتا ہے۔ حضور علیہ السلام تو فرماتے ہیں:۔

(۱) "نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ اور دوسرے تمام لوگ (اولیائے امت) اس نام کے مستحق نہیں"۔ (حقیقۃ الوحی صلہ ۳۹۱)

(۲) "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے۔ اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے"۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی صلہ ۶۸)

(۳) "قادیان کو اس (طاعون) کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھیگا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تختگاہ ہے"۔ (دافع البلاء صلہ)

(۴) "ہمارا دعوےٰ ہے۔ کہ ہم رسُول اور نبی ہیں"۔ (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

رہا مولوی صاحب کا یہ تنکے کا سہارا کہ "خود حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں ان پر یہ الزام دیا گیا۔ کہ آپ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تو انہوں نے ایک دفعہ نہیں۔ بیسیوں مرتبہ یہ لکھا۔ کہ یہ تمہاری غلطی ہے"۔ انہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود وضاحت فرما دی ہے۔ کہ "جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں میں کیا ہے۔ کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں"۔ اب بیسیوں نہیں خواہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں دفعہ حضور علیہ السّلام نے انکار کیا ہو۔ اس سے یہی مراد ہوگی۔ کہ آپ شریعت لانیوالے نبی نہیں ہیں۔

مولوی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ "یہ خیال کہ اگر آپ دعوےٰ نبوت نہ کرتے۔ تو قادیانی جماعت کیوں ایسا مانتی۔ ایسا ہی ہے۔ جیسا کوئی کہے۔ کہ اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام خدائی کا دعوےٰ نہ کرتے تو عیسائی انہیں خدا کیوں مانتے۔ افراط و تفریط ہمیشہ عوام الناس کی عادت رہی ہے"۔

تعجب ہے۔ مولوی صاحب جیسا شخص جو ایک گروہ کا امیر کہلاتا ہے۔ اس قدر دور از حقیقت جواب دیکر کس طرح مطمئن ہوسکتا ہے۔ کیونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو تو عیسائیوں نے اس وقت خدا بنایا۔ جبکہ ان کی بعثت پر سینکڑوں سال گذر گئے تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السّلام ابھی دُنیا سے جاتے ہی ہیں۔ کہ خود ان کی تیار کردہ جماعت کے اکثر افراد بقول ان کے "غلو کرکے ان کو نبی بنا لیتے اور پیر پرستی کی بنیاد ڈالدیتے ہیں"۔ حالانکہ حضور علیہ السّلام اسی جماعت کی پارسائی کو اپنی صداقت کی دلیل بیان فرماتے اور اُسے صحابہ کا مثیل ٹھہراتے ہیں لیکن آپ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے فرمودہ کے صریح خلاف "عوام الناس" کہکر اپنے موجودہ ایمان کو ظاہر کر رہے ہیں۔ سچ ہے۔ انسان سیدھی راہ گم کرکے کہیں کا کہیں جا نکلتا ہے۔

مولوی صاحب کا اپنے کینہ اور بغض کو اس طرح ظاہر کرنا کہ "آپ کے پیروؤں میں سے ایک گروہ نے پیری مریدی کا رنگ قائم کر دیا"۔ مجھے بہت حیران کرتا ہے۔ اس کی وجہ یا تو یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ مولوی صاحب کے امام ہمام اور رفقاء اب اس قدر سرکش ہوچکے ہیں۔ کہ ان کی کوئی بات بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اس لئے وُہ اپنے دل کا غبار اس مقدس وجود پر وار کرکے نکالنا چاہتے ہیں جس کے خلافت کی وجہ سے ہزاروں لاکھوں انسان اس کے ارشاد کے مطابق اسلام و احمدیت کی خاطر اپنی جانیں تک قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یا پھر مولوی صاحب کو پہلے انبیاء اور خلفاء کی صداقت پر بھی ایمان نہیں رہا۔ کیونکہ ان کے ماننے والے بھی تو ان کی اطاعت کرتے رہے ہیں۔ لیکن پہلی صُورت زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ مولوی صاحب موصُوف خود فرما چکے ہیں۔

"اگر جماعت اس پر خوش نہیں۔ تو وُہ اپنے لئے کسی اور امیر کا انتخاب کرسکتی ہے۔ اور میں خوشی سے اس منصب سے الگ ہونے کے لئے تیار ہونگا"۔ (پیغام صلح ۳۰ نومبر ۱۹۳۰ء)

کاش! مولوی صاحب اب بھی سنبھل جائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشف کے مطابق، کہ آپ بھی صالح ہوا کرتے تھے۔ پھر دوبارہ صالح بن جائیں۔ وما علینا الا البلاغ۔ (محمد یار مولوی فاضل۔ قادیان)

ضرورت

(۱) انجمن احمدیہ دہلی کے دارالمطالعہ کے لئے ایک ایسے محافظ کی ضرورت ہے۔ جو اردو لکھ پڑھ سکتا ہو۔ اور سلسلہ احمدیہ کے عقائد اور کتب سے واقفیت رکھتا ہو۔ اوقات مقررہ چار گھنٹے صبح اور چار گھنٹے شام کے علاوہ دارالمطالعہ میں رہتے ہوئے اپنا کام کرسکتا ہے۔ اور دہلی میں اکیلا رہ کر زندگی بسر کرسکتا ہو۔ ایسے شخص کو بارہ روپے ماہوار دیئے جائینگے۔

لفظ "توفّی" کے معنوں پر ہزار روپیہ انعام

"اہلحدیث" کی کھلی چٹھی کا جواب

اخبار "اہلحدیث" (۹ جنوری ۱۹۳۱ء) میں ایک "ریلوے کلرک" کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے نام کھلی چٹھی شائع ہوئی ہے جس میں صاحب مذکور نے لکھا ہے:-

"میں آپ کی توجہ حضرت مرزا صاحب کی کتاب ازالہ اوہام حصہ دوم کے صفحہ ۵۷۳ پر جو چیلنج توفّی کے لفظ کی نسبت ہزار روپے کے اشتہار کے ماتحت دیا ہے۔ مبذول کرتا ہوں۔ اور ڈنکے کی چوٹ سے اعلان کرتا ہوں۔ کہ جناب انعامی رقم کو امپیریل بنک لاہور میں جمع کرا کر بذریعہ اخبار اطلاع دیویں۔ تو میں انشاء اللہ علماء کی مجلس میں مرزا صاحب کی شرط کو پورا کروں گا"

خدا کی شان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جس چیلنج کو تمام علماء کہلانے والے آج تک قبول کرنے کی جرأت نہ کر سکے اسے اب ایک "ریلوے کلرک" نہ صرف منظور کرنے بلکہ اسے پورا کرنے کا اعلان کرتا ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب بڑے فخر کے ساتھ اسے شائع کرتے ہیں۔ جب علماء کہلانے والوں کا سہارا "ریلوے کلرک"، "کلرک نہر"، اور "معمار" ہی رہ گئے ہوں تو ہم بھی مجبور ہیں۔ کہ علماء کی بجائے ایسے ہی لوگوں کو مخاطب کریں اسی لئے اس "ڈنکے کی چوٹ" کے جواب میں لکھا جاتا ہے۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ اشتہار کم و بیش چالیس برس سے شائع ہو چکا ہے۔ حضور نے اس تحدی کو عام کرنے کے علاوہ اس اشتہار میں اہلحدیث کے بڑے عالم مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو خاص طور پر مخاطب کیا تھا۔ مگر علماء، فضلاء اور ادباء بالکل خاموش رہے۔ ہاں آج ایک "ریلوے کلرک" اس شرط کو پورا کرنے کے لئے آمادگی کا اظہار کرتا ہے۔ کمال سادگی ہے!

ثانیاً۔ وہ اس "ڈنکے کی چوٹ" کو "علماء کی مجلس" سے مخصوص کرتا ہے۔ گویا علماء جو پہلے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ وہ اس کے گواہ ہونگے۔

ثالثاً۔ کلرک صاحب نے امپیریل بنک میں ہزار روپیہ جمع کرانے کا مطالبہ کیا ہے۔ ہم ان کے اس مطالبہ کو حق بجانب سمجھتے لیکن انہیں یاد رہے۔ کہ یہ مطالبہ اس وقت درست ہوگا۔ جب مکمل تصفیہ گفتگو ہو جائے گا۔ جماعت احمدیہ آج بھی اس چیلنج پر نہایت مضبوطی اور بصیرت سے قائم ہے۔ ہم از سر نو ہزار روپیہ جمع کرانے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اس کے لئے دو باتیں ضروری ہیں:-

۱۔ جو شخص یا اشخاص اس مقابلہ کے لئے اٹھیں۔ وہ اپنی قوم میں ذی وجاہت ہوں۔ اور علمی قابلیت رکھتے ہوں تا اُن کے اس مقابلہ کا اثر پڑ سکے۔ ہمیں یہ بھی منظور ہوگا۔ کہ وہ خواہ کلرک فضل الرحمٰن صاحب ہی ہوں۔ بشرطیکہ کم از کم پانچ مستند علماء ان کو اپنا نمائندہ مشتہر کر دیں۔

۲۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جن الفاظ میں چیلنج کیا ہے۔ ان کو شائع کر کے ان کے مطابق ثبوت دینا ضروری ہوگا۔ اپنی طرف سے "یعنی" لگا کر اس مطالبہ کو کمزور کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ جیسا کہ کلرک صاحب نے اپنی چٹھی کے آخر میں کیا ہے اگر کوئی صاحب یا اصحاب ان دو ضروری امور کے ماتحت اپنے دعوے کے ثبوت کے لئے تیار ہوں۔ تو چشم ما روشن دلِ ما شاد۔

ظاہر ہے۔ کہ مکمل تصفیہ سے قبل روپیہ ہمارے خزانہ میں ہو یا امپیریل بنک میں۔ کلرک صاحب کے لئے برابر ہے۔ کیونکہ وہاں پر بھی تو ہم اس رقم کو اپنے نام سے ہی جمع کرائیں گے۔ اس لئے اس مطالبہ کا وقت وہ ہوگا۔ جب مخالف مکمل جواب پیش کر دیں گے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی غلط بیانی

مولوی صاحب نے متذکرہ صدر چٹھی درج کر کے آخری نوٹ میں لکھا ہے "جب موضع مونگ ضلع گجرات میں ان کے مریدوں نے گیارہ سو کی انعامی رقم میرے لئے رکھی تھی۔ آپ کے لئے بھی رکھ دیں گے"

اسی طرح مولوی صاحب نے "اہلحدیث" (۲۴ اکتوبر ۱۹۳۰ء) میں بھی مونگ والے قصہ کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ انعامی تحدی کے حیطۂ تحریر میں آجانے کے "بعد ایک دن اور دو شب وہاں رہے۔ انعامی پارٹی کی طرف سے صدائے برنخواست"۔ مگر مولوی صاحب نے اس بیان میں صریح غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ میں اس مناظرہ میں اس دن صدر تھا جس کی طرف مولوی ثناء اللہ صاحب نے اشارہ کیا ہے۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی حیات مسیح پر بحث کر رہے تھے۔ اور احمدی مناظر مولوی محمد یار صاحب کے مطالبات سے تنگ آ رہے تھے۔ خصوصاً لفظ توفّی کے متعلق حضرت اقدس کے چیلنج مندرجہ ازالہ اوہام کے ذکر سے۔ اور بار بار کتاب براہین احمدیہ کی طرف دوڑتے تھے۔ مولوی صاحب سیالکوٹی کی اس حالت سے فائدہ اٹھا کر مولوی ثناء اللہ صاحب درمیان میں بول اُٹھے۔ کہ یہ سو دا میرے ساتھ کرا دو۔ چنانچہ اسی وقت فریقین نے تحریری طور پر باہم معاہدہ کر لیا۔ کہ انعام دیں گے۔ اور ثبوت دکھائینگے۔ چنانچہ مولوی محمد یار صاحب کی یہ تحریر "اہلحدیث" میں بھی شائع ہو چکی ہے۔ لیکن جب اس کے متعلق طریق فیصلہ کا تصفیہ کرنا چاہا۔ تو آپ نے دوسرے دن پر ٹال دیا۔ اور دوسرے دن باوجود توجہ دلانے کے اس طرف کا رُخ بھی نہ کیا جس کی بڑی وجہ یہ تھی۔ کہ خاکسار نے دوسرے دن (۱۲ اکتوبر ۱۹۳۰ء) کے مناظرہ میں آپ سے اس ہزار روپیہ کا مطالبہ بھی کر لیا جس کو آپ نے احمدیوں کے لئے اپنی کتاب تاریخ مرزا صفحہ ۵۷ میں بطور انعام مقرر کیا ہے۔ آپ نے دونوں باتوں سے پہلو تہی کی میں نے اب اس مطالبہ کو ایک کھلی چٹھی کے ذریعہ شائع کر دیا ہے (الفضل ۱۳ جنوری ۱۹۳۱ء) یہ واقعات ہیں۔ مگر مولوی صاحب سراسر خلاف واقعہ بیان دے رہے ہیں۔ وہ اگر اب بھی تیار ہوں۔ تو کلرکوں کی بجائے خود میدان میں آئیں۔ اور دونوں چیلنجوں کا فیصلہ کر لیں۔ کیا وہ اس کی جرأت کریں گے؟ دیدہ باید۔

واؤ ترتیب کے لئے ہے!

حافظ فضل الرحمٰن صاحب کلرک نے اس چٹھی میں یہ بھی لکھا ہے:-

"میں جناب کو اپنے مطالبہ مندرجہ اخبار اہلحدیث مطبوعہ ۱۳ دسمبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۶ کی یاد بھی دلاتا ہوں"

ان سطور کو پڑھ کر جب ۱۳ دسمبر ۱۹۲۹ء کا اہلحدیث دیکھا گیا۔ تو وہاں حافظ صاحب نے اپنے ایک مناظرہ کی رپورٹ لکھی ہے۔ اسی دوران میں آیت اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الخ درج کر کے لکھا ہے "خلیفہ صاحب قادیان کو ہم متوجہ کرتے ہیں۔ کہ واؤ کا ترتیب کے لئے ہونا ثابت کر دیں۔ تو میں ان کا دعوےٰ مان لونگا"

کلرک صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ ہمارا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ قرآن مجید باترتیب ہے۔ اس کے ہر لفظ۔ ہر نقطہ اور ہر حرکت میں ترتیب ہے۔ اس کی واؤ میں بھی ترتیب ہے۔ اور یاء میں بھی۔ غرض سارا قرآن پاک ترتیب ابلغ سے مرصّع ہے۔ اس کا انکار درحقیقت حقانیت اور اکملیت قرآن کا انکار ہے مطلق واؤ ترتیب کے لئے ہو یا نہ ہو ہمیں اس سے بحث نہیں۔ لیکن قرآن مجید کی واؤ ضرور ترتیب پر مشتمل ہوتی ہے اس پر اول تو قرآن کریم کی اکملیت گواہ ہے۔ دوسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑی صفا و مروہ میں سے پہلے صفا کا طواف کیا۔ اور فرمایا ابدأ بما بدأ اللہ (بخاری) میں اسی سے شروع کرتا ہوں جس سے خدا نے شروع کیا ہے۔ حالانکہ وہاں پر قرآن مجید میں واؤ ہی ہے۔ معلوم ہوا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بھی قرآن کی واؤ ترتیب کے لئے ہے۔ کلرک صاحب ان دو باتوں پر غور کریں۔ باقی پھر عند الضرورت انشاء اللہ تعالیٰ

خاکسار۔ ابوالعطاء اللہ دتا جالندھری قادیان

حضرت مرزا صاحب سچے مسیح ہیں

نورافشاں کے اعتراض کا جواب

تثلیث پرست اخبار "نورافشاں" کے ایڈیٹر صاحب نے اپنی کتاب مقدس کی ایک عبارت کو توڑ مروڑ کر اس سے جو نتیجہ نکالا ہے۔ وہ نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔ اور بجائے اپنی ذات پر سے چسپاں کرنے کے خدا تعالیٰ کے مامور پر چسپاں کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ چنانچہ ۱۲ر نومبر کے پرچہ میں لکھا ہے۔ کہ :-

"میں نہایت وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ کہ وہ مخالف مسیح جس کی پیشگوئی مکاشفات کی کتاب میں ہے۔ وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی غفر اللہ ذنوبہ اور ان کے اذناب ہیں"

مگر یہ نہیں بتایا۔ کہ وہ پیشگوئی کیا تھی۔ اور کس طرح اس پیشگوئی نے ان کے زعم باطل میں۔ حضرت مرزا صاحب کو مخالف مسیح قرار دیا ہے۔ میں اس کا منتظر رہا۔ کہ آئندہ کسی پرچہ میں یہ اس کی وضاحت کریں گے۔ لیکن اب ڈیڑہ ماہ بعد ۹ر جنوری سنہ ۱۹۳۱ء کے نورافشاں میں بجائے مکاشفات کی عبارتیں نقل کرنے کے صرف متی اور تھسلینکیوں کی دو عبارتوں پر اکتفا کیا ہے۔ اور لکھا ہے :-

"میرا ایمان ہے۔ کہ اس پیشگوئی کا مصداق مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے اذناب ہیں"۔

اس کے متعلق گزارش ہے۔ کہ یہ ایمان ایسا ہی ہے جیسا پہلے یہودیوں کا مسیح اول کے متعلق تھا۔ کہ وہ کئی دوسری پیشگوئیوں کا مصداق یسوع مسیح کو قرار دیکر اسے غیر مسیح کہا کرتے تھے۔ اور تو اور خود مسلمہ کتاب بائبل کی رو سے کاٹھ پر چڑھائے گئے شخص کو ملعون قرار دینے کا زبردست اصول عیسائیوں کے آگے پیش کر کے ملزم بنایا کرتے تھے۔ جس کے متعلق بجائے اس کے کہ عیسائی کوئی معقول جواب دیتے۔ پولوس رسول کو مجبور ہو کر کہنا پڑا۔ کہ واقعی مسیح ہماری خاطر لعنتی موت مرا۔ اور آج تمام عیسائی اپنے خدا کے متعلق یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔

پادری صاحب نے انجیل کا جو حوالہ پیش کیا ہے۔ وہ یہ ہے :-

"لئے بھائیو! ہم اپنے خداوند یسوع مسیح کے آنے اور اس کے پاس جمع ہونے کی بابت تم سے درخواست کرتے ہیں کہ . . . . کسی طرح کسی فریب میں نہ آنا۔ کیونکہ وہ دن نہیں آئے گا جب تک پہلے برگشتگی نہ ہو۔ اور وہ گناہ کا شخص یعنی ہلاکت کا فرزند ظاہر نہ ہو۔ جو مخالفت کرتا ہے۔ اور ہر ایک سے جو خدا یا معبود کہلاتا ہے اپنے آپ کو بڑا ٹھہراتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ خدا کے مقدس میں بیٹھ کر اپنے آپ کو خدا ظاہر کرتا ہے۔" (تھسلنیکیوں ۲/۴)

اس واضح عبارت میں بطور معیار بعض ایسی باتیں پیش کی گئی ہیں۔ جن کے ہوتے ہوئے کبھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو مخالف مسیح نہیں کہا جا سکتا۔ مثلاً پہلا فقرہ جو اس میں بطور امر فارق بین الحق والباطل۔ پیش کیا گیا ہے۔ یہ ہے۔

"اور ہر ایک سے جو خدا یا معبود کہلاتا ہے۔ اپنے آپ کو بڑا ٹھہراتا ہے"۔

اس میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ دنیا میں کئی ایسی ہستیاں ہیں۔ جو اپنے آپ کو خدا یا معبود کہلاتی ہیں۔ وہ مخالف مسیح جب ظاہر ہوگا تو ان سب سے اپنے آپ کو بڑا ٹھہرائیگا۔

اب جب تک دنیا میں خدا کہلانے والی ہستیاں مع ان کے اپنے دعاوی کے پیش نہ کی جائیں۔ پھر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے دعویٰ الوہیت (معاذ اللہ) کو ثابت کر کے۔ ان سب سے اپنے آپ کو بڑا ثابت کرنے کا ثبوت بہم نہ پہنچایا جائے۔ تب تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو ہرگز اس حوالہ کی بناء پر مخالف مسیح نہیں کہا جا سکتا۔ ایسی حالت میں جو کہتا ہے۔ وہ یقیناً جھوٹا اور خود مخالف مسیح اور مخالف پولوس رسول ہے۔ اس بیّنۃ الدلالت حوالہ نے خود پادری صاحب کو ملزم کر دیا۔ کیونکہ ہر وہ شخص جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتب کو سرسری نظر سے بے تعصب ہو کر پڑھا ہوگا۔ وہ اقرار کریگا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہرگز "خدا یا معبود" ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور نہ ہی "خدا یا معبود" کہلانے والوں سے اپنی کوئی نسبت یا تعلق ظاہر فرمایا ہے۔ کہ ان سے بڑائی یا کم درجہ کا سوال ہو سکے۔

اگر کوئی عیسائی غلطی سے یہ کہدے۔ کہ ہمارے خداوند یسوع مسیح سے چونکہ مسیح موعود حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوۃ والسلام نے بڑائی کا دعویٰ کیا ہے۔ اس لئے وہ اس حوالہ کے تحت آتے ہیں۔ تو اس کا پہلا جواب یہ ہے۔ کہ

"ہر ایک" کا لفظ ظاہر کر رہا ہے۔ کہ خدائی یا معبودیت کا دعویٰ کرنے والے کئی ہوں گے۔ اور ان سب سے بڑائی کا دعویٰ مخالف مسیح کرے گا

(۲) ہم احمدی یہ ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے خدائی یا معبودیت کا دعویٰ کیا۔ یہ ان پر اتہام اور افترا ہے۔ انہوں اپنے آپ کو محض اللہ کا رسول بتایا۔ موجودہ انجیل میں قطعاً کوئی ایسا حوالہ نہیں جس میں یہ ثابت ہو سکے۔ کہ مسیح اول نے اپنی خدائی کا اعلان کیا تھا۔ میں عیسائی دنیا کو چیلنج کرتا ہوں۔ کہ کوئی عیسائی مرد میدان بنے۔ اور الوہیت مسیح کے مسئلہ پر میرے مندرجہ ذیل سوالات کا جواب دیوے۔

(۱) مسیح ناصری نے کبھی دعویٰ کرتے وقت اپنے آپ کو "خدا یا معبود" ان معنوں میں کہا ہو۔ جن کی رو سے آج انہیں معبود مانا جاتا ہے۔ بائبل میں خدا یا خداوند کا لفظ ہرگز کافی نہ ہوگا۔

(۲) کیا کبھی پرانے عہد نامے میں خدا تعالیٰ نے کسی نبی سے وعدہ کیا تھا۔ کہ اب تو میں اپنی تجلی کسی اور طرح ظاہر کرتا ہوں۔ مگر ایک وقت ایسا آئے گا۔ کہ میں کھاتا پیتا سوتا۔ جاگتا وغیرہ عوارض انسانی میں مبتلا ہو کر انسانی وجود میں ظاہر ہوں گا

(۳) کسی حواری نے آپ کو خدا۔ باپ کے لفظ سے یا "تو میرا معبود ہے" یا "دنیا کا معبود ہے" وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہو۔

(۴) حواریوں کے علاوہ اس وقت کے ماننے والے لوگوں نے ان کو انہیں الفاظ سے یاد کیا ہو۔

(۵) مخالفوں نے ہی ان پر الزام اس رنگ میں لگایا ہو۔ کہ خدائی کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اس الزام کو مسیح نے صحیح سمجھ کر اپنی خدائی کا اقرار کیا ہو۔ جب ایسا کوئی حوالہ موجود نہیں۔ تو اہل نظر کے لئے سوچنے کا مقام ہے۔ کہ مسیح کو "معبود کہلانے والا" کیسے کہا جا سکتا ہے۔ دوسرا معیار جس کی بناء پر مخالف مسیح کی شناخت آسانی سے ہو سکتی ہے۔ یہ ہے کہ "یہاں تک کہ خدا کے مقدس میں بیٹھ کر اپنے آپ کو خدا ظاہر کرتا ہے" اب جائے غور ہے۔ کہ خدا کا مقدس یعنی بیت المقدس میں جا کر کس نے خدا ہونا ظاہر کیا ہے۔ کہ اسے مخالف مسیح کہا جا سکے۔ ہر موافق و مخالف اس امر کا شاہد ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب تو بیت المقدس تشریف نہیں لے گئے۔ اور نہ ہی آپ نے اپنے آپ کو خدا ظاہر کیا۔ پس اس معیار کی رو سے بھی ایڈیٹر نورافشاں کی غلط بیانی ظاہر ہے۔

علاوہ ازیں ایک اور طرح سے بھی اس امر کا جواب دیا جا سکتا ہے۔ کہ جب مسیح اول نے یہی اپنی دوبارہ آمد کو اس طرح قرار دیا ہے۔ کہ "اب سے مجھے پھر ہرگز نہ دیکھو گے۔ جب تک نہ کہو گے کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے۔" (متی)

تو اب آنے والا مسیح مسیح کے نام پر آئے گا۔ نہ کہ خود مسیح اول آئے گا۔ پس جب از روئے انجیل مسیح ثانی نے صرف لقب اور نام پا کر ہی آنا ہے۔ تو ہر مدعی مسیحیت کے متعلق اس کے مخالف بھی حوالہ پیش کر کے جب اعتراض کریں گے۔ تو عیسائی کیا جواب دیں گے۔ مثلاً اب جو رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹوں میں سخت انقلاب رونما ہے۔ اگر کسی ایک فرقہ میں وہ مسیح آگئے۔ تو دوسرا فرقہ اگر اسی حوالہ کی بناء پر ان کو مخالف مسیح قرار دے۔ تو پھر اسے سچا مسیح قرار دینے کے لئے کیا جواب دیا جائے گا۔ فما هو جوابكم فهو جوابنا۔

مدت سے یہ چیلنج دیا جاتا ہے۔ کہ اول تو ترتیب طبعی کی رو سے مناظرہ کر لو۔ نہیں تو کم از کم بائبل کی رو سے۔ کسی مدعی رسالت و نبوت کا جو معیار تمہارے نزدیک ہے۔ آ کے پیش کرو۔ میں اسی معیار کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو سچا ثابت کر دوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ وما توفيقي الا بالله۔ کیا کوئی عیسائی ہے۔ جو سامنے آئے۔

خاکسار غلام احمد مجاہد قادیان

شیطان کیا ہے اور کیوں پیدا کیا گیا

انسان کی اصلیت بڑی کھری ہے۔ اور اُسے جو کچھ دیا گیا ہے نہایت ہی مفید اور کارآمد ہے۔ مثلاً آنکھیں بڑی کام کی چیز ہیں۔ اگر دل و دماغ قیمتی جوہر ہیں۔ تو باقی قوٰے بھی کوئی معمولی چیز نہیں ہیں۔ احسن الخالقین کی خلق میں کوئی نقص نکالے۔ تو چھوٹا منہ بڑی بات۔ بڑی نادانی ہے۔ اور حد درجہ کی کم فہمی۔ آنکھیں درست کام کریں۔ تو بڑا ہی اچھا کام کرسکتی ہیں۔ باقی طاقتیں بھی میدان عمل میں اُتر کر زمین و آسمان کی اشیاء میں نظم ونسق اور حد درجہ کی جدت پیدا کرسکتی ہیں۔ جب خالق کے سارے صفات بے عیب ہیں۔ اُس کے عمل کے نتیجہ میں اگر انسان نے معہ اپنے سارے لوازمات اور اپنی ساری ضروریات کے اپنے کاموں میں ہر قسم کا کمال کر دکھایا ہے۔ تو کسی حیرت اور تعجب کا مقام نہیں۔ خالق بھی صاحبِ کمال۔ اور مخلوق بھی اُس کے کاملہ صفات کی مظہر اتم۔ تبارک اللہ احسن الخالقین بھی درست اور ولقد کرمنا بنی آدم بھی بالکل صحیح اور بجا۔

قوٰے میں بے اعتدالی

نہ تو خالق نے ہی کوئی کام عبث کیا ہے اور نہ ہی مخلوق کی خلق میں کوئی قباحت۔ اور خرابی ہے ہے تو صرف انسان کے قوٰی میں بداعتدالی پیدا ہونے۔ اور ان کے غلط استعمال میں ہی بدی اور شیطنت کا خمیر ہے۔ ذرا خیال تو فرمائیے۔ آپ کو خدا تعالےٰ نے آنکھیں دیکھنے کے لئے عطا فرمائی ہیں۔ آپ زمین و آسمان کی خوبصورتی بجا طور پر دیکھیں۔ پھولوں کے مختلف رنگوں سے آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچائیں۔ مفید کتابیں پڑھ کر وُہ علوم حاصل کریں۔ جن سے دنیا یا آخرت سنوار سکتے ہیں۔ اپنے عزیزوں اور اپنے رشتہ داروں اور محسنین کی طرف محبت بھری نگاہیں اٹھائیں۔ اور اُن سے سرور حاصل کریں۔ یہ سب کچھ آپ کے لئے جائز۔ مگر آپ کو اس خداداد نعمت کو ناجائز شہوانی حصہ میں صرف کرنے کا کیا حق ہے۔ جس سے دوسروں کے حقوق میں دست اندازی تک نوبت پہونچ کر خانہ خرابی اور دیوثیت پیدا ہونے کا احتمال ہو۔ اور انجام کار خدا تعالےٰ کی مخلوق میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑکے۔ اگر آپ کی آنکھوں میں دیکھنے کی قوت خالق پیدا نہ کرتا۔ تو آپ کی کیا حالت ہوتی۔ اندھوں کو دیکھ لیجئے۔ اب جبکہ آپ کو یہ نعمت ملی۔ تو آپ نے اُس کی بداستعمالی سے ایک بدی کی صُورت خود نکال لی۔ مگر طرفہ یہ ہے۔ کہ اس پر بھی اپنے آپ کو بری سمجھتے ہیں۔ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔

اسی طرح خیالات زمین و آسمان و ما فیہما میں جکڑ کر عُمدہ نتائج اخذ کریں۔ اچھے کاموں کی بنیاد کے لئے غور و فکر کریں اور فرضیات سے خواہ کہیں کے کہیں پہونچ جائیں۔ مگر اپنے کسی بھائی کے لئے چاہ کنی کے منصوبے تو کسی صورت میں بھی روا نہیں ہیں۔ کسی کو برباد کر دینا کہاں کی شرافت ہے۔ مگر آپ ایسی حرکات سے باز نہیں آتے۔ اور پھر اس کا ذمہ وار خالق کو قرار دیتے ہیں۔ آپ جس کو چاہیں۔ اور جتنا بھی چاہیں۔ گمراہ کریں۔ بدخلقی سکھائیں۔ نکما چور۔ اور آوارہ گرد بنائیں۔ آپ سے ہی وُہ ماں باپ اور بزرگوں کی ہتک اور بے ادبی کے سبق ازبر کرے۔ مگر آپ جھٹ بڑی دلیری سے کہہ دیں گے۔ کہ بھئی بدی سکھلانے والا شیطان ہے۔ ہم تو ہر طرح تمہارے خیر خواہ ہیں۔ سبحان اللہ گویا خدا تعالےٰ نے ہی ایسی مخلوق پیدا کر دی ہے۔ جو انسان کے لئے معلم شر ہے۔ اور آپ تو ماشاء اللہ فرشتوں کے استاد ہیں۔ غور تو فرمائیں۔ کیا اسی کا نام فہم رسائی ہے۔ نہیں خدا تعالےٰ ایسے ظلم سے بالکل بری ہے۔

شیطان کون ہے

کہا جاسکتا ہے۔ کہ ان الشیطٰن للانسان عدو مبین قرآن شریف میں آیا ہے۔ پھر شیطان کا انکار کیونکر ہوسکتا ہے مگر اس کے متعلق ایک سوال کا جواب ہی کافی ہوسکتا ہے۔ وُہ سوال یہ ہے کہ کیا شیطان خدا تعالےٰ کی نافرمانی کی وجہ سے ہی شیطان نہیں کہلاتا۔ جواب یہی ہے۔ کہ ہاں۔ پھر آپ سینکڑوں نافرمانیاں کرتے ہُوئے کیا کہلانے کے مستحق ہیں۔ غور کیجئے۔ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان۔ میرے بندوں پر تیرا کوئی تسلط نہیں یہ کون فرماتا ہے۔ یہ بھی خدا تعالےٰ ہی قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ الم اعہد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطٰن انہ لکم عدو مبین اے آدم کے بیٹو کیا میں نے تمہیں تاکید نہیں کر دی۔ کہ شیطان کی اطاعت نہ کرنا۔ وُہ تو تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے یہ بھی قرآن شریف میں ہی آیا ہے۔ اور اس کا مفہوم بجز اس کے کچھ نہیں ہے۔ کہ حق کی مخالفت کرنے والے کی ہرگز ہرگز اطاعت نہ کرو۔ شطن کے معنی لغت میں حق سے دُور ہوگیا کے ہیں۔ اور شیطان حق سے دُور ہونے والے کا ہی نام ہے۔ اور شیطان کی جمع شیاطین ہے۔ اذا خلوا الیٰ شیاطینہم قالوا انا معکم انما نحن مستہزءون جب اپنے بُرے ساتھیوں کے پاس جاتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ ہم تو تمہارے ہی ساتھی ہیں۔ ہم تو صرف یونہی ایمان لانے والوں سے مکر بعض وقت آشنا کہہ دیا کرتے ہیں۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ بُرے اور بد آدمیوں کا بھی نام شیاطین ہے۔ جو حق کی مخالفت میں سعی اور کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس لحاظ سے شیطان بھی خدا کی مخلوق تو ہوئی۔ مگر کوئی ایسی مخلوق نہیں ہے۔ جو خدا تعالےٰ نے خواہ مخواہ انسانوں پر مسلط کر رکھی ہے۔ وُہ تو فرماتا ہے کہ شیطان کی اطاعت نہ کرو۔ خدا تعالےٰ کی ذات ایسی بے عیب اور پُر از محامد ہے۔ کہ اُس کی طرف کسی شر کو منسوب کرنا حد درجہ کی کم فہمی اور نادانی ہے۔ رب العٰلمین ہونا اور پھر ربوبیت میں خود ہی کوتاہی کے سامان بہم پہونچانا اعلےٰ صفات والی ہستی کا شیوہ نہیں ہوسکتا۔ ما اللہ یرید ظلماً للعالمین۔ اللہ تعالےٰ لوگوں کے لئے ظلم کا ارادہ بھی نہیں کرتا۔ اسی طرح ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ و ان تک حسنۃ یضاعفہا۔ اللہ تعالےٰ تو ذرہ بھر بھی ظلم روا نہیں رکھتا۔ اور اگر نیکی ہو۔ تو اُسے خوب بڑھاتا ہے۔ پس ایسی صُورت میں شیطان کو خاص طور سے خلق کرنا۔ اور اس کو عباد کے پیچھے لگا دینا۔ اس رنگ سے کہ وُہ لوگوں کو نیکیوں سے بزور روکتا رہے۔ خدا تعالےٰ پر یہ ایسا اتہام اور ناروا تہمت ہے۔ جس سے اس کی ذات والاصفات بالکل بری اور پاک ہے۔ ہاں شیٰطین الانس والجن۔ یعنی انسانوں اور ذی وجاہت لوگوں میں سے ایسے بد افعال اور ایسے بدکار بعض وجود ہوا کرتے ہیں۔ جو لوگوں کو ناکردنی افعال میں مبتلا کر دیا کرتے ہیں۔

مفسد فوراً کیوں ہلاک نہیں کئے جاتے

یہ کہنا کہ پھر ایسے لوگوں کو جو زمین میں مفسد اور شریر ہوکر خدا تعالےٰ کی مخلوق کو گمراہ کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کیوں نہیں سزا دیتا اور کیوں فوراً ہی ہلاک نہیں کر دیتا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ انسان کو خدا تعالےٰ نے اپنے صفات کاملہ کا مظہر اور اپنے تمام صفات حُسنیٰ کا محل نعماء و محل فیوض مقرر کیا ہے۔ اس کے صفات کو افراط و تفریط سے پاک کرنے کے لئے اس دُنیا کو کچھ عرصہ کے لئے اس کی قرارگاہ مقرر کیا۔ اور اس کی درستی اخلاق کے لئے ہدایات اور معلمین کا سلسلہ قائم کیا۔ تا یہ مہذب الاخلاق ہوکر خدا تعالےٰ کی دائمی ربوبیت میں آسکے۔ اس مقصد کے لئے اگر درستیٔ اخلاق کے لئے اس کو یہاں مکلّف کیا گیا۔ تو ساتھ ہی اپنی رحمت اور اپنے عفو اور اپنی درگذر کے دامن کو بھی بہت فراخ کر دیا ہے۔ ورنہ غلطی کس سے نہیں ہوتی۔ انسان کمزور ہے۔ ہر غلطی پر اگر برباد اور ہلاک ہی کر دیا جاتا۔ تو اب تک کیا۔ بلکہ اس سے بھی بہت ہی پہلے اس کا نام نمود کبھی کا بے نام ونشان ہوگیا ہوتا۔ اور ایک جاندار بھی اس زمین پر رینگتا یا چلتا ہُوا نظر نہ آتا۔ رحمتی وسعت کل شیٔ نے وسیع دامن پھیلا رکھا ہے۔ اور کلاً نمد ھٰؤلاء وھٰؤلاء من عطاء ربک فاسق و فاجر بھلے اور نیک سب ہی خدا تعالےٰ کی عطا سے حصہ لے رہے ہیں۔

پس یہ بھی رحیم و کریم ہستی کے اوصاف کے خلاف ہے۔ کہ جس پر وہ الی الابد دام اپنے کرموں اور فضلوں کی بارش برسانا چاہتی ہے۔ اسے فوراً ہلاک کردے۔ ورنہ انسان تو ایسا ناشکرا ہے۔ کہ اپنے محسنین اور منعمین کی بھی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ بیوی رات دن خاوند کے احسانوں سے بہرہ ور ہوتی ہوئی۔ ما رایت منک خیرا قط (میں نے تو تجھ سے کبھی کوئی نیکی نہیں پائی) کہہ دیتی ہے۔ اور بیٹا باپ کے ساتھ ایسے تیور بدل کر معاملہ کرتا ہے۔ کہ دل و دماغ کو ہرگز صبر و تحمل کی برداشت نہیں رہتی۔ شاگرد استاد کو نہیں پہچانتا۔ حتے کہ انسان خدا تعالےٰ کو بھی کوسنے لگ جاتا ہے۔ فقلیل من عبادی الشکور۔ فی الواقعہ عبداً شکوراً ہونا نہایت ہی کٹھن ہے۔ اگر قضاء قدر ایزدی اپنے مقادیر صحیحہ سے اس کے لئے لباس التقویٰ کی کتر و بیونت کرے۔ اور اس کے عورات کے ستر اور اس کی زینت کی فکر میں ہو۔ تو یہ اس وقت بھی یاس اور قنوط کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اور اگر فراخی اور وسعت اور رخاء کے دن ہوں تو ان الانسان لیطغیٰ ان راٰہ استغنیٰ۔ انسان خود کو غنی پاکر اپنی جائز حد پر قائم نہیں رہتا۔ کی رشق اس کے ساتھ لگی رہتی ہے۔ ایسے حالات میں انسان کو کچھ آزادی بھی چاہئے اور مہلت ملنی چاہئے۔ تاکہ اپنی کرتوتوں پر نادم ہو۔ اور اس کے نفس میں صبر و تحمل سے جو تکمیل ضروری ہے۔ وُہ پوری ہو جائے اور دائمی زندگی سے کامل حظ اٹھانے کے لائق اور خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی قضاء کے ساتھ بہر صورت رضامند ہونا سیکھ لے۔ فعل الحکیم لا یخلوا عن الحکمت۔ یعنی حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا ہے۔ پس خدا تعالےٰ کی مشیت نے انسان کی غلطیوں کے وقت اس کو فوراً پکڑنا اپنی رحمت سے بعید خیال فرمایا۔ اور اسے ایک وقت تک کام کرنے کی استطاعت عطا فرمائی۔ نہ اس رنگ میں کہ شیطان کو پیدا کرکے ہمیشہ ہی اس کی گردن پر سوار کردیا۔ بلکہ ہدایت اور معلمین (انبیاءؑ) کے سلسلے کو ہمیشہ کے لئے جاری رکھا۔

شیطان کا قصّہ

رہا شیطان کا قصہ۔ سو اس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ انسان کے بُرے ساتھی جو اس کو حق سے روکتے ہیں۔ اور جن کے نفوس میں فساد کی راہوں نے غلبہ و استیلاء پالیا ہوتا ہے۔ وُہ ان ہی باتوں کے دوسروں کے بھی معلم بن کر ان کو بھی برباد کردیا کرتے ہیں۔ انسان کے کاروبار اس کے عمل و شغل اس کے اچھے اور بُرے تصورات اس کے ساتھیوں کے نفحات اس کا اچھا بُرا اکتساب اس کے نفس پر دو قسم کے اثرات اور گہرے نقوش پیدا کرتے ہیں۔ جن کے نتائج بھی دو ہی قسمیں رکھتے ہیں۔ یا تو وُہ حق پالیتا ہے۔ یا پھر حق سے دور ہو کر اخوان الشیاطین کے لقب سے ملقب ہو جاتا ہے۔ حق کے خلاف کھڑا ہو تو یہی انسان انبیاء کے قتل کے درپے ہو۔ تو یہی شر من تحت ادیم السماء لوگوں کے مالوں اور اولادوں کو برباد کرے۔ تو یہی انسان دنیا کے سارے عیوب کا ارتکاب کرے۔ تو یہی انسان۔ مگر پھر بھی بدنام ہو۔ تو شیطان۔ مشہور ہے۔ کسی نے خواب میں شیطان کی ڈاڑھی پکڑ لی تھی سمجھا کہ خوب قابو آیا ہے۔ آج اگلی پچھلی کسر نکالینگے۔ مگر کھینچنے پر درد سے بیدار ہوا۔ تو خود اپنی ڈاڑھی اپنے ہاتھ میں تھی۔ تعجب کی بات ہے۔ ہر قسم کے افعال شنیعہ کرے تو انسان۔ اور ہر بات میں بدنام ہو شیطان۔ در اصل ہر چیز جو صراط مستقیم اور حق سے دُور کرتی ہے۔ وہی شیطان ہے۔ یہی شریعت کی اصطلاح ہے۔ اور اسی لئے ہر نافرمان متمرد کو شیطان کہا جاتا ہے۔ خواہ وہ سرکش گھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اور خواہ وُہ کوئی دوسرا جانور یا کوئی دوسری شے ہی کیوں نہ ہو۔ لغتِ عرب اس کی شہادت دیتی ہے۔ اور قرآن شریف کا یہی بیّن فیصلہ ہے۔ کسی متقی وفادار محبتِ الٰہی سے سرشار انسان کی فطرت کبھی یہ برداشت نہیں کرسکتی۔ کہ ایسے واہیات خرافات اپنے حقیقی محسن منعم و متعال آقا کی طرف منسُوب کرے۔ بُرے انسان کے تو خون میں ہی اس کے بُرے افعال کے ایسے نفحات ہوا کرتے ہیں۔ جو اسے برباد کرتے رہتے ہیں۔ از ماست کہ بر ماست

فاعتبروا یا اولی الابصار ؛

(خاکسار شیخ عبدالرحیم قادیان)

کھاریاں میں جلسہ

۱۲ر جنوری کھاریاں ضلع گجرات میں انجمن احمدیہ کا جلسہ ہوا جس میں مقامی حکام و معززین کو بذریعہ مکتوب اور عوام کو بذریعہ اشتہارات مدعو کیا گیا۔ صدر جلسہ جناب قاضی عبدالحق صاحب دیپٹی اسسٹنٹ کھاریاں منتخب ہوئے۔ جناب مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل کا لیکچر پونے دو بجے کے قریب شروع ہو کر ساڑھے چار بجے ختم ہوا۔ جس میں آپ نے نہایت وضاحت سے مسئلہ ختم نبوت پر دس حوالہ جات آیات قرآن کریم سے اور بائیس۲۲ حوالہ جات احادیث و اقوال ائمہ و سلف صالحین سے پیش کرکے روشنی ڈالی۔ نیز مولوی محمد حسین صاحب نے اپنے لیکچر میں جو خیالات مسئلہ نبوت کے متعلق ظاہر کئے تھے۔ وُہ اسلامی معتقدات اور آئمہ سلف کے اقوال کے خلاف ثابت کئے۔ باوجود پیغامی مخالفوں اور ان کے ہمنواؤں کی مخالفانہ کوششوں کے امید سے بڑھکر غیر احمدی و غیر مسلم صاحبان شریک جلسہ ہوئے۔ اور حاضرین نے شروع سے اخیر تک نہایت امن سکون و دلچسپی سے لیکچر سُنا۔ (خاکسار محمد شریف سکرٹری دعوۃ تبلیغ (جماعت احمدیہ کھاریاں))

مردم شماری کرنیوالے ہندو

آج کل مردم شماری کے کاغذات پُر کرتے وقت جو کچھ ہندو کررہے ہیں۔ وہ نہایت ہی نقصان رساں ہے۔ اور اگر ۲۶ر فروری سے پہلے پہلے اس کی اصلاح نہ ہوئی۔ تو پھر اس نقصان کی تلافی نہ ہوسکیگی۔ میں بطور مثال ایک واقعہ لکھتا ہوں۔ ۱۶ر جنوری چک نمبر ۸۷ الف/6 R ضلع منٹگمری میں خاکروبوں (چوہڑوں) کو شمار کنندہ پٹواری نے مذہب کے خانے میں بالمیکی ہندو لکھا اور میرے دریافت کرنے پر اس نے بتایا۔ کہ چونکہ یہ بالے شاہ کے پیرو ہیں۔ اس لئے ان کو "بالمیکی ہندو" کہا جاتا ہے۔ میں نے کہا۔ آپ لوگ تو ان کو نجس خیال کرتے ہیں۔ پھر یہ ہندو کیسے ہوئے اس نے کہا۔ یہ ہماری کمزوری ہے۔ اور یہ واقعی ہندو نہیں ہیں اسی طرح ان کے اندراج کا حکم ہے۔

تعجب ہے۔ کہ ہندو گاؤ کشی پر مسلمانوں کے تو درپے آزار رہتے ہیں۔ اور کشت و خون سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ مگر چوہڑے جو مردار گائے تک نہیں چھوڑتے۔ انہیں اپنا بھائی اور ہندو قرار دے رہے ہیں جس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ در اصل گاؤ کشی کا سوال نہیں۔ بلکہ محض مسلمانوں کو تنگ کرنے کے لئے گائے کا ڈھونگ رچایا جاتا ہے۔

میں اس بات کی طرف ہندو دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ مہربانی فرما کر یا تو خاکروبوں کو ہندو درج نہ کرائیں۔ اور اگر ان کو ہندو لکھانا ہے۔ تو یہ بات قابل نوٹ ہے۔ کہ گاؤ کشی کا سوال ہمیشہ کے لئے خود بخود طے ہو گیا۔ کیونکہ جب خود ہندو گائے کا گوشت استعمال کرتے ہیں۔ تو پھر دوسروں کو کیوں روکتے ہیں؟

تعجب تو یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ نے کیوں چوہڑوں کو ہندو لکھنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ جبکہ ہندوپن کی کوئی علامت بھی چوہڑوں میں نہیں پائی جاتی ؛

(خاکسار غلام حسین سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ منٹگمری)

حصّہ وصیّت میں اضافہ

بابو محمد ایوب احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۸ حصہ چندہ وصیت ادا کیا کرتا ہوں۔ مگر ماہ جنوری ۱۹۳۱ء سے انشاء اللہ ۱/۳ حصہ ادا کیا کرونگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بابو صاحب موصوف کی یہ قربانی قبول فرمائے۔ اور دوسرے احباب کو بھی ایسی قربانی کرنے کی توفیق بخشے ؛

سکرٹری مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی، قادیان

طاقت کی بے نظیر دوا

کناری اُونس

کناری رونس نہایت ہی بیش قیمت کشتوں اور قیمتی ادویات سے مرکب دوائی ہے۔ سردی اور گرمی میں یکساں استعمال ہو سکتی ہے دماغ کو طاقت دیتی ہے۔ آواز کو صاف کرتی ہے۔ رنگ نکھارتی ہے۔ دل کو فرحت بخشتی ہے۔ جسم کو مضبوط کرتی ہے۔ بھوک لگاتی ہے۔ کھانا ہضم کرتی ہے۔ تمام قسم کی مردانہ کمزوریوں کا بے نظیر علاج ہے۔ عورتوں کی جملہ امراض میں مفید ہے۔ ماہواری ایام میں درد کثرت یا قلت حیض۔ حمل نہ ٹھہرنا۔ یا اسقاط ہو جانا۔ بچے کا کمزور پیدا ہونا۔ سب امراض کیلئے فائدہ بخش ہے۔ افسردگی۔ خفقان۔ وہم کام سے نفرت ان سب تکلیفوں کا علاج ہے۔ اس کے استعمال سے عورتوں کا دودھ بڑھتا ہے۔ بچہ مضبوط پیدا ہوتا ہے۔ پرانے نزلہ اور بخار میں نہایت مفید ہے۔ تکان دور کرتی ہے۔ بینائی کو طاقت دیتی ہے۔ قیمت باوجود ان سب خوبیوں کے عہ فی شیشی علاوہ محصولڈاک تین شیشی صہ چھ شیشی عنہ ؎

سرمہ نورانی

آنکھوں کی جملہ امراض میں مفید ہے۔ ککرے۔ بصارت کی کمزوری آنکھوں کی سرخی۔ دھند۔ جالا۔ شب کوری۔ ناخنہ پانی بہنا سب امراض میں مفید ہے۔ قیمت عہ فی تولہ ؎

دلکشا سنون

دانتوں کی صفائی مسوڑوں کی مضبوطی خون کے روکنے منہ کی بدبو دانتوں کے ہلنے اور ان کے دور کرنے کے لئے اور درد دندان کے لئے مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ) ؎

دلکشا ہیر آئل

بالوں کا خیال نہ صرف عورتوں کیلئے ضروری ہے۔ بلکہ مردوں کے لئے بھی ضروری ہے۔ دلکشا ہیر آئل نہ صرف بالوں کو خوبصورت ملائم۔ مضبوط اور لمبا کرتا ہے۔ بلکہ بفہ یعنی سکری کا بھی علاج ہے۔ پس عورت و مرد اس سے یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ قیمت فی شیشی عہ اور تین شیشی صہ علاوہ محصولڈاک ؎

دلکشا عطر

ہمارے کارخانہ میں ہر قسم کے عطر نئے طریق پر تیار کیے جاتے ہیں ان عطروں کے بنانے میں یہ کوشش کی گئی ہے۔ کہ عطر کی خوشبو پھولوں کے مشابہ رہے۔ ڈیڑھ روپیہ تولہ سے لیکر مبلغ (آٹھ روپے تولہ تک) ہر قسم کے عطر مل سکتے ہیں۔ آرڈر بھیج کر خود ہی ہمارے عطروں کا تجربہ کریں۔ فہرست دو پیسے کا ٹکٹ آنے پر بھیجی جاتی ہے ؎

ملنے کا پتہ:- **منیجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان**

ہماری ایجاد کے متعلق ایک معزز کی رائے ہے

میں نے اپنے گھر میں سرمہ نورانی استعمال کرایا ہے۔ جو دلکشا پرفیومری کمپنی کا تیار کردہ ہے۔ آنکھوں کی درد۔ کھجلی۔ پانی بہنا۔ وغیرہ سب امراض کیلئے اسے بہت مفید پایا ہے۔ احباب اسے پورے وثوق اور اطمینان سے استعمال کر سکتے ہیں:-

مولوی عبدالرحمٰن صاحب مصری ہیڈ ماسٹر احمدیہ سکول قادیان

بے روزگاری سے نجات حاصل کرنیکا

ذریعہ اس وقت یہ ہے۔ کہ آپ امریکہ کے سربند سیکنڈ ہینڈ کوٹوں اور کٹ پیس کی تجارت کریں۔ اب ہم نے قیمتوں میں خاص رعایت کر دی ہے۔ یعنی مردانہ ہاف گرم کوٹ درجہ اول یکصد کوٹوں کی امریکن سربند گانٹھ کی قیمت دو صد روپیہ ہے۔ اور مردانہ اوورکوٹ پچاس عدد کی گانٹھ قیمت یکصد ستر روپے ہے۔ ؎

مختلف قسم کے خوشنما اور عمدہ کٹ پیس کی گانٹھیں جو یہاں تیار اور بند کی جاتی ہیں۔ قیمت یکصد پچاس روپیہ۔ پچیس فی صدی پیشگی آنے پر الباقی بذریعہ وی پی بھیجا جاتا ہے۔ مال گاڑی کا کرایہ بذمہ کمپنی ہوگا۔ اگر آپ پانصد روپیہ تک بارہ فی صدی سالانہ شرح مفاد پر روپیہ لگا دیں تو آپ کو منافع کے علاوہ اسی مالیت کا مال بھی بھیج دیا جاوے گا۔ جو مال فروخت سے بچ جاوے۔ واپس لے لیا جاوے گا۔ مستعد ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے ؎

دی اینگلو امریکن ٹریڈنگ کمپنی بمبئی نمبر ۸

تار کا پتہ:- Victorious

خوشخبری

جن حضرات کو سائن بورڈ و شیشہ جات وغیرہ بنوانے کی ضرورت ہو۔ تو ایک بار اس خاکسار کے یہاں سے بنوا کر دیکھیں۔ ہمارے یہاں نہایت صفائی سے کام کیا جاتا ہے۔ علاوہ اس کے مستحکم رنگ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ کہ جلد خراب نہیں ہو سکتا۔ اور سائن بورڈ کی گارنٹی ایک سال کی ملیگی۔ جن حضرات کو ضرورت ہو مہربانی کر کے اس پتہ پر خط و کتابت کریں۔

المشتہر لطیف لادین ؎

شیخ محمد دین شیخ محمد قیس
بھارت پینٹنگ ہاؤس
نمبر ۱۲/۲ مرزا اسٹریٹ کلکتہ

قادیان کے نایاب تحفے

ناظرین۔ اس عنوان کا ایک اشتہار اخبار الفضل ۲۳ دسمبر ۱۹۳۰ء میں آپ نے پڑھا ہوگا۔ اس کو غور سے پھر پڑھیں۔ اور فوراً نایاب کتب منگوائیں۔ کیونکہ ان کے صرف تھوڑے نسخے باقی ہیں ؎

مصری جیبی حمائل سنہری جلد عہ رب ولایتی چمڑے کی جلد عہ ؎

روسی جیبی " " ۱۳ ؎ " " عہ ؎

کسر صلیب ہر چہار جلد رعایتی قیمت للعہ بلند تحقیق بڑی زبردست کتاب عہ سرمہ چشم آریہ رعایتی قیمت ۱۲ رب درثمین خوشخط فوٹو والی ۳ر عبرت مذہبی ناول ۸ ؎ فلاسفر کے تخفیف معہ فوٹو عہ اور ۲ ؎ صداقت مسیح موعودؑ کے بارہ نشان ۲ر مرتبہ مولانا شمس ؎ اسلامی اصول کی فلاسفی معہ فوٹو ۴ر ؎ ترجمہ انگریزی از ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب ۴ر ؎ قرآن مجید موٹے حرفوں والا جلد سنہری عہ۔ جلد چمڑا عہ ؎

نئی کتابیں | تفہیمات ربانیہ عہ ؎ | سیاسی مسئلہ کا حل از خلیفہ ثانی عہ

ملنے کا پتہ:-

محمد عنایت اللہ تاجر کتب قادیان

رشتہ کی ضرورت

ایک احمدی نوجوان راجپوت برسر روزگار متوطن ضلع گورداسپور کے لئے رشتہ مطلوب ہے۔ خواہشمند اصحاب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں :۔

محمود احمد نمبر دار۔ شتی احمدی سپرنٹنڈنٹ جرائم پیشہ اقوام سیٹلمنٹ
محمود آباد خانیوال

وصیت ۳۲۸۲

میں ماجرہ بیگم زوجہ ڈاکٹر عبدالعزیز خان صاحب قوم راجپوت زمیندار بیعت پیدائشی موضع سلوچور تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائداد حسب ذیل ہے۔ مہر مبلغ آٹھ سو روپے ہے۔ کانٹے طلائی وزنی ۲ تولہ پٹڑیاں نقرہ وزنی ۳۰ تولہ انگشتی طلائی وزن ۳ ماشہ مالیت مہر عہ مالیت ملا روپیہ مالیت لعہ روپے

کل موجودہ جائداد اس وقت [illegible] روپے ہے۔ جس کے ۱/۵ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی اور جائداد پیدا کر لوں۔ یا میرے مرنے کے بعد میری کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط ؛

العبد ۔ ماجرہ بیگم موصیہ

گواہ شدہ ۔ مولاداد خان پنشنر سب انسپکٹر پولیس والد موصیہ

گواہ شدہ :۔ ڈاکٹر عبدالعزیز احمدی خاوند موصیہ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

——— نئی دہلی - ۱۹ر جنوری - آج اسمبلی میں سر جیمز کریرار نے پریس بل اور ترغیب مجرمانہ کے بل کے التوا کا اعلان کر دیا - حکومت نے ان مسودات پر حسب منشا مزید کارروائی کرنے کے لئے اپنا حق محفوظ رکھا ہے - ایوان میں پنجاب کے سپلیمنٹری بل پر طویل بحث و تمحیص کی گئی - سر جیمز کریرار نے کہا - کہ پنجاب کونسل نے اپنے آئینی فرائض انجام دیئے ہیں - بل ترمیم کے بغیر منظور ہو گیا ؛

——— نیویارک - ۱۸ر جنوری - زلزلہ سے موضع گوٹلاپودا میں گرجے کا مینار گر پڑا - جس سے ۱۷ آدمی ہلاک ہو گئے -

——— بمبئی - ۱۷ر جنوری - ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات نے ایک بیان شایع کیا ہے - کہ دسمبر کے خاتمہ تک ۲۲۰۰ دیہاتی افسروں نے اپنے استعفے واپس لے لئے ہیں - جو سول نافرمانی کی تحریک کے سلسلے میں داخل کئے تھے ؛

——— روما - ۱۳ر جنوری - برطانیہ اور اطالیہ کے درمیان اس امر کا معاہدہ ہو گیا ہے - کہ ہندوستان کی ہوائی ڈاک پھر جینوا اور نیپلز کے راستے سے آئے ؛

——— ہوانا - ۱۸ر جنوری - صوبجات ملن ساس اور ہوانا میں انیس ۱۹ کروڑ پونڈ گنے نذر آتش ہو گئے - برسوں سے اتنا نقصان عظیم نہیں ہوا تھا ؛

——— لاہور - ۱۹ر جنوری - ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے گوالمنڈی بم کیس کا فیصلہ سنا دیا - اس مقدمہ میں دو ملزم ماخوذ تھے - جن کو سات سال اور پانچ سال قید سخت کی سزا دی گئی -

——— لاہور - ۱۹ر جنوری - آج سنٹرل جیل لاہور میں زیرہ بم کیس کی سماعت سپیشل ٹربیونل کے روبرو ہوئی - ملزموں نے پہلے جو اقبالی بیانات دیئے تھے - ان سے منحرف ہو گئے اور کہا - ہم نے جو اقبال جرم کیا تھا - اس کی وجہ یہ تھی - کہ ہمارے ساتھ رہائی کا وعدہ کیا گیا تھا - ورنہ ہم نے نہ تو کسی قسم کا بم بنایا اور نہ ہی کوئی بم تھانہ پر پھینکا -

——— باریسال - ۱۹ر جنوری - بی - ایم کالج کے پیچھے جھاڑیوں میں کل رات بم پھٹ گیا - جس سے سکول کا ایک طالب علم جس کی عمر ۱۵ سال ہے - زخمی ہو گیا - معلوم ہوا ہے - کہ وہ بم بنا رہا تھا ؛

——— لاہور - ۱۹ر جنوری - اخبار بلاپ سے پریس آرڈیننس کے ماتحت ۵ ہزار روپے کی ضمانت طلب کی گئی - جو داخل کر دی ہے - یہ اخبار شیرازی پریس میں چھپتا تھا - اس سے بھی ۵ ہزار روپے کی ضمانت طلب کی گئی - لیکن اسے بند کر دیا گیا ہے -

——— میکسیکو - ۱۶ر جنوری - اوکساڈو شہر کے اڑتالیس اشخاص زلزلہ سے ہلاک ہو گئے - کچھ فاصلہ پر سمندر میں دھواں نکل رہا ہے - سطح سمندر پر مردہ مچھلیاں تیرتی نظر آتی ہیں - اور اس سے ثابت ہوتا ہے - کہ تہ سمندر میں کوئی آتش فشاں پہاڑ پھٹ گیا ہے - جنوبی میکسیکو میں زلزلہ کے چودہ جھٹکے محسوس ہو چکے ہیں ؛

——— نیو دہلی - ۲۰ر جنوری - سر ہری سنگھ گوڑ نے اسمبلی میں حسب ذیل قرارداد پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے - جس پر ۲۴ ارکان کے دستخط ہیں - یہ اسمبلی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتی ہے - کہ آئندہ مردم شماری میں ہندوؤں کو اپنی ذات پات کے لکھانے یا نہ لکھانے کی آزادی ہونی چاہئے - اور اس کے متعلق ہدایات نافذ کی جانی چاہئیں ؛

——— لاہور - ۲۰ر جنوری - آج تین بجے بعد دوپہر یہاں زلزلے کے چند جھٹکے محسوس ہوئے -

——— لاہور - ۲۰ر جنوری - آج اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اس مقدمہ کی سماعت کی - جس میں مسز کرٹس قتل اور اس کی دو چھوٹی لڑکیاں زخمی ہوئی تھیں - سجن سنگھ ملزم نے بیان دیتے ہوئے کہا - کہ میں ۱۲ر جنوری کو لاہور چھاؤنی کے کرنل کمانڈنگ افسر کو قتل کرنے آیا تھا - مجھے بتایا گیا تھا کہ وہ کرنل کا مکان ہے - مجھے کوئی انگریز نہ ملا - میرے دل میں خیال آیا - کہ انگریزوں نے ہمارے کئی بھائیوں کو قتل کرایا ہے - کیوں نہ اس کی عورت کو ختم کر جاؤں - میں نے لڑکیوں کو اس لئے مارا تھا - کہ انگریزوں نے جلیانوالہ باغ اور پشاور میں ہمارے بچوں کو مارا تھا - میں تو انگریزوں کو مارنے آیا تھا - لیکن انگریز مجھے کوئی ملا نہیں - میں نے سوچا - کہ خالی ہاتھ کیوں جاؤں ؛

——— رسالپور - ۱۹ر جنوری - دو ہوا باز ایک طیارہ میں مصروف پرواز تھے - کہ ایک کوہستانی عقاب طیارہ سے متصادم ہو گیا - عقاب کی ٹکر سے طیارہ ہوا میں قائم نہ رہ سکا - زمین پر گرنے سے مشین ٹوٹ گئی - اور دونوں افسر ہلاک ہو گئے -

——— بمبئی - ۱۶ر جنوری - کارخانوں کے مزدوروں نے تین مختلف جگہوں میں ملزمان شولاپور کے ساتھ اظہار ہمدردی کے لئے جلسہ منعقد کرنے کی کوشش کی - پہلے لال باغ کے میدان میں چار پانسو آدمیوں کا ہجوم جمع ہو گیا - پولیس نے ہجوم کو متنبہ کیا - کہ جلسہ خلاف قانون ہے - ہجوم نے منتشر ہونے سے انکار کر دیا - پیرل کے دیگر حصوں سے بھی مزدور میدان میں پہونچ گئے - ہجوم کے ایک حصہ نے پولیس پر پتھر پھینکے - جس سے دو کانسٹبلوں کو شدید زخم آئے - پولیس کو سنگینیں چڑھانے اور ہجوم کی طرف پیش قدمی کرنے کا حکم دیدیا گیا - پولیس نے ایک باڑھ ماری - جس سے ہجوم کلیتہً منتشر ہو گیا - تین آدمیوں کو گولیوں کے خفیف زخم آئے ؛

——— دہلی - ۲۱ر جنوری - ایسوشی ایٹڈ پریس کے نامہ نگار کو نہایت معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے - کہ تحریک سول نافرمانی کے سلسلہ میں قید شدہ پولیٹکل قیدیوں کو رہا کر دینے کے سوال پر وائسرائے سرگرمی سے غور کر رہے ہیں - وائسرائے ہی بادشاہ کی طرف سے اس قسم کی "عام معافی" کا حکم دینے کے مجاز ہیں ؛

——— الہ آباد - ۲۱ر جنوری - کانگریس ورکنگ کمیٹی کا اجلاس آج سوراجیہ بھون میں منعقد ہوا - مسٹر راجندر پرشاد صدر، ڈاکٹر سید محمود جنرل سیکرٹری - مسٹر شروانی اور پنڈت مالوی وغیرہ ممبر موجود تھے - ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا - کہ کیا فیصلہ ہوا ہے؟ کمیٹی اس صوبہ میں خلاف قانون قرار دی جا چکی ہے - لیکن پولیس نے ابھی تک اسے گرفتار نہیں کیا -

——— ڈیرہ دون - ۲۰ر جنوری - ایک افغان نظربند شہزادہ چند دن ہوئے کابل کی طرف بھاگ گیا تھا - اسے چترال میں گرفتار کر لیا گیا ہے ؛

——— لندن - ۲۰ر جنوری - آج پارلیمنٹ کا پھر اجلاس ہوا - مسٹر میکڈانلڈ نے کہا - کہ اس ہفتہ کے آخر میں گول میز کانفرنس کے کام کے متعلق قرطاس ابیض شایع کرنا ممکن ہو جائیگا - اور آئندہ ہفتے دارالعوام میں بحث

——— لندن - ۲۴ر جنوری - گول میز کانفرنس کے مسلم مندوبین نے ایک قرارداد میں ہز ہائی نس آغا خان کی گراں بہا خدمات کا اعتراف کیا -

——— لاہور - ۲۱ر جنوری - کل نارتھ ویسٹرن ریلوے کی ایڈوائزری کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا - ایک ممبر نے واپسی ٹکٹوں کو دوبارہ جاری کرنے کا ریزولیوشن پیش کیا - ممبران اس تجویز کے حق میں تھے - یہ بھی معلوم ہوا ہے - کہ تھرڈ سیکنڈ فرسٹ کلاس میں لمبا سفر کرنے والوں کی شرح کرایہ بڑھا دی جائیگی - تجویز کی گئی ہے - کہ کونسل اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ میں واپسی ٹکٹوں کو دوبارہ جاری کرنے کے متعلق ریزولیوشن پاس کرائے جائیں ؛

——— نئی دہلی - ۲۱ر جنوری - اسمبلی میں ۳ر فروری کو غیر سرکاری بل پیش ہونگے - جن میں سے ایک یہ ہے - کہ ہندوستان کریمنل لا امنڈمنٹ ایکٹ منسوخ کر دیا جائے - دوسرا یہ ہے - کہ ہندوستان کے مویشیوں کو ہندوستان سے باہر نہ جانے دیا جائے - اور تیسرا یہ ہے کہ ضابطہ فوجداری کے ماتحت جو سزائے موت رکھی گئی ہے - اسے بالکل اڑا دیا جائے - رائے صاحب ہربلاس شاردا اس مطلب کا ایک بل پیش کریںگے - کہ ہندوؤں میں بیوہ عورت کو اپنے خاوند کی جدی جائداد کی ملکیت کا جو حق نہیں - اس بندش کو اڑا دیا جائے - اس بل کے پاس ہونے کی صورت میں ایک ہندو بیوہ عورت اپنے خاوند کی جدی جائداد کی مالک بن سکے گی ؛

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کیلئے قادیان سے شایع کیا)